بسم الله الرحمٰن الرحیم نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینهون عن المنکر و اولٰئک هم المفلحون

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قادیان دارالامان

تمام خط و کتابت بنام منیجر	قیمت بہر حال پیشگی	مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

یہ رسالہ ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۵ بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء مطابق ماہ رجب ۱۳۳۸ ہجری نمبر ۴

فہرست مضامین

حسب فرمائش شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر مطبع ضیاء الاسلام قادیان

میں چھپا اور چودھری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے رسالہ تشحیذ کے متعلق کیا فرمایا

پھر رسالہ تشحیذ ہے اسکو میں نے سب سے پیچھے اس لئے نہیں رکھا۔ کہ وہ خدمات کے لحاظ سے پیچھے رہا ہے۔ بلکہ اسلئے رکھا ہے۔ کہ اسکو میں نے جاری کیا تھا میں نے اسکا ذکر پیچھے اس لئے کیا ہے۔ کہ تا میر انفس یہ نہ سمجھے کہ خود جاری کرنے کی وجہ سے اس کا ذکر پہلے کر رہا ہوں۔ اس رسالہ نے پچھلے دنوں اچھا علمی کام کیا ہے۔ اور خصوصاً شیعوں کے متعلق منشی خادم حسین صاحب کے مضامین بہت اچھے شائع ہوئے ہیں۔ میرے نزدیک ان کی علمی قابلیت کے مقابلہ میں ان میں تحریر کی قابلیت بہت زیادہ ہے۔ اور خاص طرز کی ہے اور لوگ تو مخالفین پر دروازہ سے حملہ کرتے ہیں۔ لیکن وہ ان کے گھر میں داخل ہو کر اور ان کے پاس چارپائی پر بیٹھ کر ان سے پوچھتے ہیں۔ بتائیے آپ مکان کب خالی کرینگے اور ہمارے قبضہ میں دینگے۔ یہ بہت عمدہ اور مفید طریق ہے۔ وہ بڑی عمدگی اور متانت سے شیعوں کی تعریف کر کے پر زور مضامین لکھتے ہیں۔ جسکا نتیجہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ اس رنگ میں لکھنے سے وہ گالیاں نہیں دے سکتے اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو یہ طرز سیکھنی چاہیئے۔ ان کے مضامین کے علاوہ اور لوگوں کے مضامین بھی نکلتے رہتے ہیں اختلاف کے وقت مسئلہ نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق اچھے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ مگر رسالہ کے خریدار کم ہیں۔ اس کیلئے اور پچھلے دنوں اس کے قرض کے متعلق میں نے

اپیل

کروائی تھی۔ اس کے لئے بھی امداد کی تحریک کرتا ہوں۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان

اپریل سنہ ۱۹۲۰ء

السواد الاعظم اور ہم

میرے سید میرے مولا میرے ہادی میرے رہنما میرے پیشوا حضرت مرزا غلام احمد علیہ التحیۃ والثناء ۔ خدا کے برگزیدہ رسول اور سچے نبی (ایسے نبی کہ جو تمام نبیوں کے متفرق کمالات بہ طفیل حضرت خاتم المرسلین علیہ صلوٰۃ اللہ رب العالمین۔ اپنے آئینہ ظلیت میں منعکس رکھتے تھے) کی شان میں اہلسنت کا ایک "مذہبی اور اخلاقی ماہوار رسالہ" السواد الاعظم نام نہایت بدتہذیبی اور بداخلاقی کے ساتھ ریمارک کرتا ہے۔ کہ آپ ایک معمولی حیثیت کے شخص تھے۔ ان کے ابتدائی زمانہ کی حالت ملاحظہ

فرمائیے۔ جب وہ ۳۰۔۴۰ کے کسی دفتر میں ملازم تھے۔ پھر اس پر نظر ڈالئے۔ کہ مرتے وقت انہوں نے کتنی دولت کتنا سرمایہ چھوڑا۔ یہ انہیں کسی حرفت سے حاصل ہوا۔ تجارت سے ملا۔ زراعت سے ہاتھ آیا۔ کسی اور ذریعۂ معاش سے کمایا۔ یا مذہب سازی کی بدولت پایا۔ تفریق بین المسلمین کا یہ سب کچھ صلہ تھا۔ یا اور کوئی خدمت شایان کی تھی۔ ان کی زندگی کے کارنامے یہ ہیں۔ کہ انہوں نے ختم نبوت کا انکار کیا۔ اپنی نبوت کے مدعی ہوئے۔ کبھی عیسےٰ بنے۔ کبھی مہدی بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ جس کو اپنی نبوت باطلہ کا معجزہ قرار دیا۔ ان میں سے اکثر غلط ہوئیں۔ مگر اس سے ان کے نزدیک ثبوت نبوّت میں کوئی نقصان نہ آیا۔" صہ

مضمون نگار کی بدبختی دیکھیے۔ کہ بدوں کسی قسم کی آگاہی حال کے ژاژ خائی کئے جاتا ہے۔ اور نہیں ڈرتا۔ کہ جس ستودۂ بارگاہ کبریاء کے حق میں وہ یہ کلمات ناشائستہ لکھ رہا ہے۔ اس کی مدح تو خداوند زمین و آسمان اپنے عرش عظیم سے کر رہا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ یحمدك الله من عرشه۔ پس اس کی مذمت کا نتیجہ اور اثر وہی ہو سکتا ہے۔ جو مکہ والوں نے اس سیّد المعصومین کی مخالفت و معاندت میں دیکھا۔ سیّدنا احمد قدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام "معمولی حیثیت" کے آدمی تھے یہ تم نے کیا لکھ دیا۔ ان کے خاندانی حالات سے آگاہ نہیں۔ ان کے املاک ارضی کا تمہیں علم نہیں۔ قادیان میں آؤ۔ اور کاغذات قدیم دیکھو۔ اور پھر تمہیں معلوم ہو۔ کہ حضورؑ اور حضورؑ کا خاندان وجہ معاش کے لئے محتاج نہیں تھا۔ بلکہ آپؑ وہ بزرگ ہستی ہیں۔ کہ آپؑ کے جدّ امجد کے دسترخوان سے تمہارے مزعومہ "سواد اعظم" کے سینکڑوں افراد صبح و شام حاضر ہوتے تھے۔ یہ ہم نے مفاخرت سے نہیں کہا بلکہ قادیان کے باشندگان قدیم سے گواہی لے لو۔ پھر میں کہتا ہوں۔ کہ یہ کیا طعنہ تم نے تجویز کیا۔ جس کا پہلا نشانہ "دو جہان کے بادشاہ" سردار انبیاء کا وجود باجود

بنتا ہے۔ دیکھو۔ خدا کی گواہی پیش کرتا ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے۔ الم یجدك یتیماً فاوىٰ ووجدك ضالاً فهدىٰ ووجدك عائلاً فاغنىٰ ہ

کیا اس سے بڑھکر بھی کوئی گواہی چاہئیے۔ خدا تعالےٰ اپنے پیارے حبیبؐ کو فرماتا ہے۔

"تم کو مفلس پایا۔ تو اس نے غنی کر دیا"

ہم وابستگان دامن رسول کے لئے تو یہ معجزہ ہے۔ مگر یہ بخت یہودی کہتا ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) یتیم تھا۔ مفلس تھا۔ اس نے (نعوذ باللہ) ایک مذہبی ڈھونگ رچایا۔ اور بہت مال کمایا۔ اپنے آپ کو بادشاہی کے درجہ پر پہنچایا۔ اور عجب نہیں۔ جو تمہارے ہی الفاظ دہرائے ہوں۔ کذالك قال الذین من قبلهم مثل قولهم ۔۔۔ تشابهت قلوبهم۔

"انہیں کسی حرفت سے حاصل ہوا۔ تجارت سے ملا۔ زراعت سے ہاتھ آیا۔ کسی اور ذریعہ معاش سے کمایا۔ یا مذہب سازی کی بدولت پایا"

یضاهون قول الذین کفروا من قبل قاتلهم الله انّیٰ یؤفکون۔

او نادان! او ناحق کوش سن اور کان کھول کر سن۔ میرا آقا دل و جان سے دین محمدؐ پر فدا تھا۔ اس نے اپنا مال اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا۔ وہ ایک نہایت شریف و متمول و اعلیٰ خاندان کا فرد تھا۔ اور بے شک پہلے دنیا والے اسے نہیں جانتے۔ اور وہ گوشہ نشین تھا۔ خدا کی رحمت نے اسے اٹھایا۔ اس کا مبارک نام اکناف عالم میں پہنچایا۔ اس نے مذہب سازی سے نہیں۔ بلکہ خدا کے سچے مذہب کی خدمت کی بدولت سب کچھ پایا۔ مگر مرتے وقت کوئی مزید جائداد نہیں چھوڑی۔ بلکہ جو کچھ اس کی اپنی ملکیت میں تھا۔ وہ بھی راہ خدا میں لگا دیا اور جو انصار اللہ نے جمع کیا۔ وہ بھی۔ اے اٹکل پچو باتیں کرنے والے! گھر بیٹھے دوسروں پر اتہام دنیا داری لگانے والے! آ۔ اور قادیاں کے معاند سے معاند شخص سے تفتیش حالات کرلے۔ حضرت اقدس نے بعد دعویٰ مجددیت کوئی

زمین اپنے لیئے خریدی ؟ کوئی مکان خاص اپنی رہائش کی خاطر بنایا۔ کوئی جائداد بقصد تمول اپنے قبضے میں کی ؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں ؟ میرا آقا تو دنیا اور اس کے اسباب کو ایک مرے ہوئے کیڑے سی وقعت بھی نہیں دیتا تھا۔ اس نے ہمیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی تعلیم دی۔ اور ہم میں وہ روح پیدا کر دی۔ کہ خود ہم میں سے کئی ہیں جو دنیا پر لات مار کر بیٹھے ہیں۔ چہ جائیکہ خود اس برگزیدہ ربّی میں دنیا پرستی کا شائبہ ہو۔

جماعت احمدیہ کا ایثار مال مشہور بین الناس ہے۔ اور اشاعت اسلام کے بارے میں جو خدمات وہ بجالائے ہیں۔ آپ کے بڑے بڑے خرقہ پوش صوفیا جبہ پوش کو وہ توفیق اب تک حاصل نہیں ہوئی۔ لنڈن میں اسلام کا جھنڈا گاڑنے والا کون ہے ؟ کس نے کئی سو انگریزوں کو کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھایا ؟ کیا تمہارے سواد اعظم کا کوئی فرد ہے ؟ ہرگز نہیں۔ شرم سے منہ ڈھانپ لو۔ اور ماتھا پیٹ لو۔ کہ یہ مسیح موعود کے خدّام کا کام ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تم لوگوں کو آپس میں کفر و تکفیر ہی سے فرصت نہیں۔ پادریوں کی رُوح کس کے نام سے قبض ہوتی ہے ؟ احمدیت سے ! آریہ مذہبی مناظرات میں کس کے سامنے آنیسے ہچکچاتے ہیں ؟ احمدیوں کے ! یہ سب اسی قوت قدسیہ کی طفیل ہے۔ جسے تم دنیا کمانے کا الزام دے رہے ہو۔ اور جسے تم "معمولی حیثیت" کا قرار دیتے ہو۔ اور بھول گئے ہو۔ کہ حضرت موسیٰؑ پر ایک وقت تھا جو کسی کی بکریاں چراتے تھے۔ اور حضرت نبی کریمؐ بھی ؟

پھر تمہیں تو اعتراض سے غرض ہے۔ ایک طرف مفلسی کا طعنہ دیتے ہو۔ دوسری طرف مالداری کا۔ معلوم نہیں۔ حضرت سلیمانؑ کی نسبت تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ غالباً تمہارے ہم خیال اسی مال و دولت کی بناء پر انہیں الزام دیتے تھے۔ جس کے باعث

وما کفر سلیمان ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سُنو! نہ تو معمولی حیثیت "نبوت کے منافی ہے۔ نہ دولت و مال اور جاہ و جلال رسالت کے خلاف ہے۔ دونو قسم کی نظیریں موجود ہیں۔

من حرّم زینة اللہ التی اخرج لعبادہ والطیّبات من الرزق قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ۔

دُوسرا الزام آپ نے حضور انورؑ کو یہ دیا ہے۔ کہ "تفریق بین المسلمین" کا یہ سب کچہ صلہ تھا۔ تفریق کا الزام اس پاک امام کو جس کے دستِ حق پرست پر ہزارہا لوگوں نے فرقہ بندی سے نجات پائی۔ ان یقولون الّا کذباً۔ سچ کہنا۔ یہ ۷۲ بلکہ اس سے بھی زیادہ فرقے حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے پہلے موجود تھے یا نہیں۔ اگر تھے تو پھر تفریق کا الزام حضورؑ کو دینا کس قدر ناروا ہے۔ جب کہ حضور ہی کی قوت قدسیہ نے ان مختلف فرقوں کے افراد کو ایک جا جمع کیا۔ اور فاصبحتم بنعمتہ اخوانا کا مصداق بنایا۔

حتےٰ کہ اس وقت تک یہ فخر صرف جماعت احمدیہ ہی کو حاصل ہے۔ کہ وہ ایک امام واجب الاطاعت کے ماتحت ہے۔ اور ان کا کلمہ واحدہ ہے۔ اور کسی فرقہ کو یہ فخر حاصل نہیں۔ اہل سنت میں سے کون ہیں جن میں تفریق نہیں۔ آپ لوگوں میں تو یہاں تک تفریق ہے۔ کہ خانہ کعبہ میں چار مصلّے ہیں۔ پھر ان چاروں کی جو مختلف شاخیں ہیں۔ ان کا کچہ حد و حساب ہی نہیں۔ کیا تم لوگ بھی باایں تفرقہ و تشتت شملہ کسی کو تفریق کا الزام دینے کا حق رکھتے ہو۔ کچہ شرم چاہئیے۔ والحیاء من الایمان!

اس تفریق کو مٹانے کی تجویز آپ نے نہایت غیر معقول بتائی ہے۔ کہ جماعت کثیرہ کا اتباع کرو۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ۔ تھوڑوں کے لئے بے شک وقلیل من عبادی الشکور فرمایا۔ مگر بہتوں کے لئے۔ وکثیر منھم فاسقون۔ ہی کا ارشاد ہے۔ پس یہ بالکل غلط ہے۔ کہ جدہر بہت ہوں۔ ادہر ہو جانا چاہئیے بلکہ حق کو دیکھنا چاہئیے

اور السواد اعظم کی تفسیر ما انا علیہ واصحابی ہے نہ کہ کثیر گروہ۔ پھر میں پوچھتا ہوں کہ آپ جماعت کہلانے کے مستحق کیونکر ہو سکتے ہیں۔ جبکہ آپ کسی امام حیّ واجب الاطاعت کے ماتحت ہی نہیں۔ آپ کو تو ایک دوسرے کی تکفیر ہی سے فرصت نہیں۔ چنانچہ اسی پرچہ میں آپ کے اعظیم البرکت موید ملتہ طاہرہ شاہ محمد احمد رضا خان بریلوی کی مخاصمت شاہ اشرف علی صاحب تھانوی سے مذکور ہے۔ ان مخاصمتوں سے بچنے کا تو ایک ہی طریق ہے۔ کہ ایک ماموِر من اللہ الحکم العدل کے ہاتھ پر جمع ہوں۔ بغیر اس کے کوئی تفریق کو دور کرنے کا طریق نہیں۔ پہلے بھی تفرقہ مٹانے کے لئے رسول ہی مبعوث ہوتے رہے۔ اور اب بھی کسی رسول ربّانی کے ذریعے ہی تفرقہ مٹ سکتا ہے۔ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ماجاءتھم البینٰت بغیاً بینھم فھدی اللہ الذین اٰمنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

دیکھئے۔ رفع اختلاف کے لئے نبیوں کی بعثت ہوتی رہی۔ اور باوجود بیّنات محض ضد سے اختلاف رفع جو ہوا۔ تو انہی سعیدوں کا جو وقت کے نبی پر ایمان لائے۔ یہ نہیں فرمایا۔ کہ جماعت کثیرہ میں جو شامل ہوئے وہ ہدایت پا گئے۔ بلکہ ہدایت یاب وہ ہوئے۔ جو نبی پر ایمان لائے۔ گو وہ کتنے ہی تھوڑے کیوں نہ ہوں۔ کامل مومن تو ایک بھی جماعت ہی کے حکم میں ہے۔ انّ ابراھیم کان امۃ۔ باقی رہا یہ کہ آپ ہمیں ختم نبوّت کا منکر سمجھتے ہیں۔ سو یہ آپ کے فہم کا قصور ہے۔ ہمارا وہی مذہب ہے۔ جو اکابر اہلسنت کا ہے۔ ہم سے بڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ کو خاتم النبیین ماننے والا کوئی نہیں۔ ہم نبوت کو ایک رحمت ایک انعام سمجھتے ہیں۔ نبی کریمؐ رحمۃ للعالمین ہے۔ ان کا وجود نبوت کے انعام کو روکنے والا نہیں۔ بلکہ لانے والا ہے۔ بے شک ہم نبوّت

کا اختتام محمد رسول اللہ کی ذات قدسی صفات پر ہو چکا ہے مگر محمدی نبوت تا یوم القیامۃ مٹ نہیں سکتی۔ نہ بند ہو سکتی ہے۔ وہ ذاتی فیضرسانی سے قاصر نہیں۔ کسی نہ کسی اپنے متبع کے ذریعے ضرور اپنے فیوضات ظاہر کرتی رہیگی چنانچہ اس زمانہ آخر میں اس کا سب سے کامل ظہور مہدئی موعودؑ کے ذریعہ ہوا۔ جس نے باآواز بلند اعلان کیا۔ ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

اور تناسخ یا حلول کا خیال بھی نہ کیجئے۔ بلکہ یہ وہی آپ کی فطرت کی پکار ہے جو آپ کے رسالہ کے سرورق پر مطبوع ہے ؎

زخاک اے لالہ سیراب برخیز
چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی

اس صبح زندگانی نے افق مشرق سے طلوع کیا۔ مگر بنیند کے ماتے ابھی تک غفلت کے لحافوں میں لپٹے سو رہے ہیں۔ برد یمانی سے سر نکلا۔ مگر آپ بوجہ ضعف بصارت پہچان نہ سکے۔ لالہ سیراب گلشن نبوت میں موجود ہے۔ مگر زاغ و زغن شور کر رہے ہیں۔ اور بلبل کا نغمہ نہیں سننے دیتے۔ ؎

داستان عہد گل را بشنوید از عندلیب
زاغ و بوم آشفتہ تر گویند ایں افسانہ را

وفات یافتہ واپس نہیں آیا کرتے۔ البتہ ان کی روح اور قوت میں دوسرے وجود وہ کمالات لئے ہوئے آتے ہیں۔ سو آنے والا آگیا۔ آپ پہچاننے کی کوشش نہیں کرتے۔ فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ۔ آپ کہتے ہیں۔ کہ اس آنے والے نے بہت سی پیشگوئیاں کیں جس کو اپنی نبوت باطلہ کا معجزہ قرار دیا۔ میں کہتا ہوں۔ پہلے تو پیشگوئیاں نبوت صادقہ ہی کا نشان ہوتی تھیں عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول ط

اب خدا جانے کیا اندھیر ہے۔ کہ قائمقامان اہل سنت اسے نبوت باطلہ کا معجزہ قرار دیتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں۔ کہ اکثر غلط ہوئیں۔ مگر اس سے ثبوت نبوت میں کوئی نقصان نہ آیا۔

اوّل تو آپ فرمائیے وہ کونسی "اکثر غلط ہوئیں" بے دلیل بات شیوہ اتقا نہیں۔ دوئم مومن آل فرعون نے تو فیصلہ بعض الذی یعدکم ہی فرمایا۔ آپ اپنے مسلمات کی بناء بر اسی اصل پر دیکھیں۔ تو بھی جب اکثر پوری نہیں ہوئیں۔ تو بعض پوری ہونے کو مان لیا۔ اور اس پہلو سے بھی آپ پر حجت پوری ہوئی۔ اب میں دیکھتا ہوں۔ آپ میری خلوص بھری عرضداشت پر کیا فرماتے ہیں ؎

موجودہ بائبل اور وید میں سے کچھ

میں اس وقت کسی خاص مضمون پر قلم اٹھانے سے معذور ہوں۔ کیونکہ کئی روز سے ایک ادق علمی مضمون کی تیاری میں مصروف ہوں۔ اور اخی المکرم جناب قاضی صاحب کا ارشاد بھی بجالانا اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ اسلئے تھوڑا سا وقت اس "بہار" کا لطف اٹھانے کے لئے وقف کرتا ہوں اب اس قلیل وقت میں جتنی بھی تفریح ہو جائے۔ غنیمت تصور کرونگا کیونکہ ادق پیچیدہ اور خشک بلکہ خار دار مضمون میں کئی دن سے پھنسے ہوئے انسان کے لئے یہ مختصر سی تفریح ضرور مفید اور کئی ایک کے لئے علمی معلومات کے اضافہ کا سبب اور بعض کے لئے انشاءاللہ ہدایت کا بھی موجب ہوگی۔

اے میرے مولا کریم تو میرے اس خیال میں برکت دیجیو

پس میں ناظرین کے سامنے بائبل اور وید کے گلشن سے چند ایک گلدستے بنا کر پیش کرتا ہوں۔ اُمید ہے۔ کہ ناظرین شوق سے قبول فرمائینگے

گر قبول اُفتد زہے عزّو شرف

خرگوش جگالی کرتا ہے

"اور خرگوش کہ وہ جگالی تو کرتا ہے۔ پر اس کا کھر چرا ہوا نہیں ہے۔" (کتاب احبار ۱۱)

دوستو! "خرگوش جگالی کرتا ہے" پڑھ کر ہنس نہ دینا۔ ورنہ غضب ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ مسیحی دوستوں کی الہامی تعلیم ہے۔ وہ تمہارے ہنس دینے سے ناراض ہو جائیں گے۔ ہاں اس انوکھی اور نرالی فلاسفی کا مزہ دل ہی میں لیتے رہنے کا تمہیں اختیار ہے۔ یہ تو ہوئی بائبلی الہام کی مزید ارمنطق اب ذرا ویدک الہام کی بھی لاجک اور فلاسفی ملاحظہ فرمالیجئے۔

(صرف اُردو ترجمہ)

"آج بکرا وغیرہ جانوروں کے بیج سے لینے لائق چیز کا چکنا حصہ یعنی گھی۔ دودھ وغیرہ نکالا ہوا لیویں"

(دیانندی تفسیر یجروید ادھیائے ۲۱۔ منتر ۴۳)

ویدوں کی فلاسفی بتلاتی ہے۔ کہ نر بکرے سے نکلا ہوا گھی دودھ لینا چاہیئے۔ بہت خوب! بائبل تو بائبل ہی تھی۔ مگر وید صاحب نے تو اپنا سارا کمال ایک دم ہی ظاہر کر دیا۔

ایہا الاحباب! دیانندی دوستوں کے پیچھے نہ پڑ جانا۔ کہ وہ بکرے سے گھی دودھ نکلنے کی فلاسفی بتلائیں۔ یہ پرماتما کا گیان ہے۔ اگر تم نے ان کے اس گیان کے اسرار کی قلعی کھولی۔ تو جھنجلا جائیں گے۔ پس اپنے من ہی میں اس کا آنند لو۔

بیٹا باپ سے دو برس بڑا

بائبل کی کتاب تواریخ ۲ ۲۲ میں مرقوم ہے۔ کہ:۔
۲۹۱
"اخزیاہ بن یہورام یہوواہ کا بادشاہ ہوا۔ اخزیاہ بیالیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ اور ایک برس اس نے یروشلیم میں بادشاہت کی"
یہ تو ہوئی بیٹے کی عمر۔ اب باپ کی عمر اور تخت نشینی کا زمانہ شمار کیجئے۔
"یہورام بتیس برس کی عمر میں بادشاہ ہوا۔ اور اس نے آٹھ برس تک یروشلیم میں بادشاہت کی"۔ (تواریخ ۲ ۲۱)

جس وقت باپ کا انتقال ہوا۔ چالیس برس کا تھا۔ اور جب باپ کے مرنے کے بعد بیٹا تخت نشین ہوا۔ تو بیالیس برس کی عمر تھی۔ بہت خوب! یعنی بیٹا باپ سے بھی دو سال کامل بڑا۔

واہ رے اس عجوبہ کے لکھنے والے۔ اس وقت تو تو نے خوش کر دیا (تھینکس)

بیٹیاں ماں سے تین برس بڑی

بائبل کے الہام کی طفیل یہ تو عجیب بات ناظرین معلوم کر چکے کہ بیٹا باپ سے دو برس بڑا تھا۔ اب ذرا وید کے الہام کی برکت سے اتنا اور اپنے علم میں اضافہ کر لیں۔ کہ بیٹیاں ماں سے تین برس پہلے پیدا ہو گئیں۔

(صرف اردو ترجمہ)

"جو سوم لتا وغیرہ بوٹیاں بھومی (زمین) وغیرہ سے تین برس پہلے کامل سکھ دینے والی عمدہ پیدا وار ظاہر ہوئیں" (تفسیر دیانندی یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۷۵)

بوٹی اور بیٹی ماں اور بھومی میں اتنا فرق نہیں۔ کیونکہ بوٹی کو زمین کی بیٹی اس لئے کہا ہے۔ کہ وہ زمین کے پیٹ سے برآمد ہوتی ہیں۔ پس یہاں وید بھگوان فرماتے ہیں۔ کہ لوگو! تم ان بوٹیوں کو حاصل کرو۔ یا استعمال میں

لاؤ۔ جو زمین سے بھی تین برس پہلے (راگ ٹریں) پیدا ہو گئیں یا ظاہر ہوئیں سچ جو! یہ الہام اور گیان کی باتیں ہیں۔ بقول اہل کتاب و اہل وید۔ ان پر اعتراض جمانا درست نہیں۔ پس ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں۔ کہ ان مزیدار اور چٹپٹی باتوں کا لطف و سرور لینا ہے۔ تو دل میں ہی لو۔ پادریوں یا آریہ بھائیوں کو سُنا سُنا کے پریشان مت کرو۔

گدھی نے کلام کیا

"تب خداوند نے گدھی کا منہ کھولا۔ اور اُس نے بلعام کو کہا۔ میں نے تیرا کیا کیا ہے۔ کہ تو نے یہ تین بار مجھے مارا" (کتاب گنتی باب ۲۲۔ آیت ۲۸)
دوستو! بائبل کے الہام کی اور باتوں کے دریافت کرنے کی تو اجازت ہم نہیں دیتے کہ اسلام پر اعتراض کرنے والے پادریوں سے دریافت کرو۔ مگر ہاں اس عقدہ کے حل کی تمنا و خواہش تو ہمیں بھی ہے۔ پس اسے ضرور اپنے حلقہ کے مشنری و پادری صاحبان سے دریافت فرماویں۔ اور جو جواب ملے۔ اس سے ہمیں بھی آگاہ فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

بیجان مادے میں خواہش

(صرف اردو ترجمہ) اے رہایا کے مالک ایشور! جو روح۔ مادہ وغیرہ اشیاء ہیں (ہیں یہ) سب بصورت خواہش . . . . . ہیں (یعنی صفت خواہش سے متصف ہیں۔" (دیانندی تفسیر یجروید ادھیائے ۸ منتر ۲۱)
بائبل کا الہام تو گدھی کو متکلم بتلاتا ہے۔ اور ویدک الہام بیجان مادہ کو خواہش والا۔ نثار ہو جائیں دنیا کی تمام فلاسفیاں اس عجیب و غریب پُر حکمت کلام پر۔
کیا ہی مزے کی بات کہی
دوستو! مت حیران ہونا۔ کیونکہ یہ ویدک فلاسفی ہے۔

ٹھگی کا جواز

"اور بنی اسرائیل نے موسیٰ کے کہنے کے موافق کیا۔ اور انہوں نے مصریوں سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن اور کپڑے عاریتاً لئے۔ اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نگاہ میں ایسی عزت بخشی۔ کہ انہوں نے عاریتاً دی۔ اور انہوں (اسرائیلیوں) نے مصریوں کو لوٹ لیا۔"

(کتاب خروج باب ۱۲۔ آیت ۳۵ و ۳۶)

یہ تو ہوا بائبل کی تعلیم کا ادنےٰ کرشمہ۔ اب وید کے گیان داتا کے حال سے بھی ناظرین واقف ضرور ہوں۔

ایشور سے چوری نہ کرنیکی درخواست

(صرف اردو ترجمہ) "اے اندر دولتوں سے مالا مال پرمیشور! ہم سے الگ کبھی مت ہو۔ ہمارے مرغوب سامان خوراک کو مت چرا۔ اور مت چروا"

الخ۔ (ترجمہ سوامی دیانند۔ رگوید م۱ س۲۷ م۱۹ م۸)

وید کے پجاری اور معتقد بیچارے التجا کرتے ہیں۔ کہ اے پرمیشور۔ ہمارے سامانوں کو تم چراؤ نہیں۔ اور نہ ہی کسی اور کو ترغیب دو۔ کہ چرائے۔ اپنے گیان داتا پر یہ بدگمانی۔

خیر وہ جانیں۔ ان کا ایشور چرائے۔ یا چھوڑے۔ ہم نے تو ناظرین کو بائبل اور وید کے الہام کی صرف بہار ہی دکھلانی ہے۔

خداوند کا دربار اور تخت

پھر اس نے کہا۔ کہ اس لئے تم خداوند کے سخن کو سنو۔ میں نے خداوند کو اس کی کرسی پر بیٹھے دیکھا۔ اور آسمانی سارا لشکر اس پاس اس کے

داہنے ہاتھ اور اس کے بائیں ہاتھ کھڑا تھا۔" (کتاب سلاطین ۱ باب ۲۲ آیت ۱۹)

خداوند کے دربار کی سیر سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر کیلئے الیشور کے تخت گاہ کا ملاحظہ کرلو۔

(۱) "ورن (پرمیشور) اپنی ساری رعایا میں سب پر حکومت کرنے کے لئے آکر بیٹھا ہے" "آکر بیٹھا ہے" کیا پہلے حکومت نہیں کرتا تھا) - (رگوید ۲۵/۹ ۱) ترجمہ پروفیسر راجارام آریہ

(۲) سنہری کوچ کو پہنتا ہوا "ورن چمکتے ہوئے لباس کو پہنتا ہے۔ اس کے جاسوس چاروں طرف بیٹھے ہیں"

(رگوید ۲۵/۱۲ ۱) ترجمہ پروفیسر راجارام صاحب آریہ سماجی

او قرآنی عرش اور کرسی کے لفظ پر اعتراض کرنے والے پادری اور آریہ سماجیو! کہاں ہو؟ اگر تم میں ضد اور تعصب نہیں۔ تو ان مقامات کا غور سے مطالعہ کرو۔ جو بائبل اور وید سے دکھلائے گئے ہیں۔ پس اگر انصاف پسند کہلانا چاہتے ہو۔ تو قرآن کے اُن الفاظ پر ہرگز اعتراض نہ کرو۔ جو محض استعارہ کے رنگ میں بیان ہوئے ہیں اعتراض کرنے سے پہلے اپنی آنکھ کے شہتیر پر نظر کرکے دوسرے کی آنکھ کا تنکا دیکھا کرو۔ اور شیش محل میں بیٹھ کر فولادی گاڑی میں سوار لوگوں پر پتھر نہ چلاؤ۔ تمہاری مار سے دوسروں کا نقصان نہیں ہو سکتا۔ پس اس دوستانہ نصیحت کو پلّے باندھو۔ اور عمل کرو۔ تا دوسروں کے اعتراضات کا نشانہ بننے سے محفوظ رہو۔

خدا دیکھا جاتا ہے

"اور یعقوب نے کہا۔ کہ میں نے خدا کو روبرو دیکھا۔ اور میری جان بچی رہی ہے۔" (پیدائش باب ۳۲۔ آیت ۳۰)

بائبل کا الہام بتلاتا ہے کہ خدا کو لوگ دیکھ بھی سکتے ہیں۔ جیسے یعقوب نے دیکھا اب ویدک الیشور کے متعلق بھی ناظرین کو اپنی معلومات میں اضافہ کرنا ضروری ہے۔

پرمیشور دیکھا جاتا ہے

(صرف اردو ترجمہ) "اے بخوف سب لار (بغیر) وودھ کے گائیوں کی مانند ہم لوگ اس جاندار اور بیجان دنیا کے بنانے والے سُکھ کے ساتھ دیکھنے لائق الیشور کے برابر طاقتور آپ کے مقابل ہو کر عزت و تعریف کریں"۔ (دیانندی تفسیر یجروید ادھیائے ۲۷ منتر ۳۵)

بائبل کا الہام کنندہ بھی دیکھنے میں آجاتا ہے۔ اور وید کا گیان داتا بھی۔ آپ کی منطق کے مطابق کہا جاتا ہے کہ جو چیز دیکھنے میں آگئی۔ ضرور ہے۔ کہ جسم ہو۔ پس مجسم جو ہوگی وہ محدود ہے۔ اور محدود کے لئے ضروری ہے۔ کہ تقسیم ہو جائے۔ پس جو چیز قابل تقسیم ہے۔ وہ حادث و مخلوق ہے۔ نہ کہ دوسروں کی خالق۔ پس اسلام پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنی کتابیں دیکھو۔

وید اور بائبل میں خدا تعالیٰ کی کمزوری و خوف کا بیان

"اور خداوند یہوواہ کے ساتھ تھا۔ اور اس نے کوہستانیوں کو خارج کیا۔ پر نشیب کے رہنے والوں کو خارج نہ کر سکا۔ کیونکہ ان کے پاس لوہے کی رتھیں تھیں" (کتاب قاضیوں باب آیت ۱۹)

بائبل میں خدا کو انسانوں سے عاجز ہو جانے والا بتلایا۔ افسوس! اے پادری صاحبان! کیا اس الہام کی منادی دنیا میں کرتے ہو۔ جو قادر مطلق خدا کو ایسا عاجز بیان کرے۔ کہ انسانوں کے ایک گروہ سے محض اس لئے عاجز رہا کہ ان کے پاس لوہے کی رتھیں تھیں + لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

یہ تو ہوا بائبل کا بیان اب وید مقدس کا گیان بھی ملاحظہ کیجئے۔ وہ خدا تعالےٰ کو کس رنگ میں پیش کرتا ہے۔

ایشور کہتا ہے۔ کہ اے ...... دشمنوں کو نیست و نابود کرنے میں بے خوف (سپہ سالار) ہم لوگوں کو سب جگہ سے بے خوف کر"

(تفسیر دیانندی یجروید ادھیائے ۳۶ منتر ۲۲)

بہادر کمانڈر انچیف سے ویدک ایشور ملتجی ہوتا ہے کہ ہمیں دشمنوں کے خوف سے بے خوف کر۔ اس معاملہ میں بائبل اور وید دونوں اپنے اپنے الہام کرنے والے کی طاقتوں کی کمی کے اقراری نظر آتے ہیں +

اَستَغفِرُ اللّٰہَ رَبِّی

بے علمی کا الزام

"پھر خداوند نے کہا۔ اس لئے کہ سدوم اور عمورہ کا چلانا بلند ہوا اور ان کا جرم نہایت سنگین ہو گیا ہے۔ میں اب اتر کے دیکھونگا" کہ انہوں نے سراسر اس چلانے کے مطابق جو مجھ تک پہنچا کیا ہے یا نہیں۔ اور اگر نہیں (کیا) تو میں دریافت کرونگا"

(کتاب پیدائش باب ۱۸۔ آیت ۲۰و۲۱۔)

بائبل نے یہاں خدا کو علیم کل ہونے سے قطعی جواب دیدیا ہے۔ اگر خدا علیم کل ہوتا۔ تو دریافت حال کے لئے نیچے اترنا اور پوچھنا چہ معنی دارد۔

اسی طرح ویدوں کا گیان داتا اپنے علم کو شنیدہ بیان کرتا ہے۔

"میں نے یہ دو راستے سنے ہیں۔ یہ تمام دنیا انہیں دو راستوں پر چلی جارہی ہے۔ الخ"

(بھاشہ بھومکا اردو صہ ۱۴۲) بحوالہ یجر وید ۱۹/۴۷)

۱۹/۴۷ کی مختصر سی عبارت ہم نے نقل کی ہے۔ ساری عبارت دیکھنے کے خواہشمند اصل کتاب دیکھ لیں۔ حوالہ موجود ہے۔

بائبل کا بیان کردہ خدا بھی لوگوں سے دریافت کرتا ہے اور وید کا ایشور بھی سنتا ہے۔ نہایت ہی افسوس کا مقام ہے۔ کہ اس قادر مطلق علیم کل کے متعلق کیسی گستاخی سے پر بیان دئے جاتے ہیں۔

بائبل میں خدا کو آگ کہنا

(۱) "کیونکہ خداوند تیرا خدا ایک بھسم کرنے والی آگ ہے۔ الخ"

(استثنا ۴/۲۴)

(۲) "کیونکہ ہمارا خدا خاک کر دینے والی آگ ہے۔" (عبرانیاں ۱۲/۲۹)

وید میں خدا کو آگ کہنا

اے آتش علیم کل (پرمیشور) تو ہی سب جگہ قابل تعریف ہے دوسرا نہیں۔ الخ" (ترجمہ دیانندجی رگوید ۵۔ ۳۔ ۳۵۔ ۲)

دوستو! آؤ تمہیں بائبلی خدا کا حلیہ بائبل ہی سے بتلائیں۔

بائبل میں خدا کا سر

"نجات کا خود اس کے سر پر تھا۔ اور اس لباس کی جگہ انتقام کی پوشاک پہنی۔" الخ (یسعیاہ ۵۹/۱۷)

سر کے بال "اُس کے سر کے بال صاف ستھرے اُون کی مانند ... الخ"

(دانیال ۷/۹)

آنکھ اور کان خداوند کی آنکھیں صادقوں پر اور اسکے کان ان کی فریاد پر ہیں" (زبور ۳۴/۱۵)

ناک "یہ ایسے ہیں جیسے دھواں میری ناک کے لئے ... الخ" (یشعیاہ ۶۵/۵)

سر اور سر کے بال اس کے بعد آنکھ اور کان بھی ہو گئے۔ اور ناک بھی نکل آیا۔ اب منہ کی باری ہے۔ سو مونہہ بھی ملاحظہ ہو۔

منہ "اُسی طرح میرا کلام جو میرے منہ سے نکلتا ہے ... الخ (یسعیاہ ۵۵/۱۱)

منہ کے بعد لب اور زبان کی باری ہے۔ ان کی بھی زیارت ہو جانی ضروری ہے۔

لب اور زبان "دیکھو خداوند کا نام دور سے چلا آتا ہے . . . . اس کے لب قہر آلودہ اور اس کی زبان دھدھکتی آگ کی مانند ہے ... الخ"

(یسعیاہ ۳۰/۲۷)

سانس "اس کی سانس ایسی ہے۔ جیسا کہ سیلاب جس کی باڑھ ہو ... الخ"

(یسعیاہ ۳۰/۲۸)

چہرہ۔ بازو اور ہاتھ "کہ وہ اپنی شمشیر سے اس زمین کے مالک نہ ہوئے نہ اپنے بازو سے غالب آئے۔ بلکہ تیرے داہنے ہاتھ سے اور تیرے بازو سے اور تیرے چہرے کے نور سے ... الخ"

سر۔ سر کے بال۔ آنکھ کان۔ ناک۔ منہ۔ لب اور زبان۔ سانس۔ چہرہ۔ بازو اور ہاتھ کی زیارت سے تو شرف حاصل ہو گیا۔ اب تھوڑے سے اعضا اور ہیں۔ ان کی بھی زیارت ضروری ہے۔

"اور جب تک نہ گذروں۔ تجھے اپنی ہتھیلی سے ڈھانپونگا۔" (خروج ۳۳/۲۲)

ہاتھ کی ہتھیلی کے بعد اب انگلی کی باری

انگلی "اور خداوند نے جب موسیٰ سے کوہ سینا پہ اپنا کلام تمام کر چکا۔ شہادت کی

دو لوحیں دیں - اور وہ سنگین لوحیں خدا کی انگلی سے لکھی ہوئی تھیں" (خروج ۳۱ / ۱۸)

پاؤں "اور اس نے مجھے کہا - کہ اے آدم زاد! یہ میری تخت گاہ اور میرے پاؤں کی کرسی جہاں میں بنی اسرائیل کے درمیان ابد تک رہونگا" الخ (حزقیل ۴۳ / ۷)

یہ ہم جانتے اور سمجھتے ہیں کہ ان حوالہ جات کو پڑھکر عیسائی دوست فوراً کہ دینگے کہ یہ کلام استعارہ کے رنگ میں ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں جب ید کا لفظ آجاتا ہے - تو تب کلام میں استعارہ کا لفظ کیوں محو ہو جاتا ہے - اس وقت کیوں اعتراض کیلئے زبان دراز کرتے ہو - پس جب قرآن شریف کے ید یا ساق الفاظ کو لے کر اعتراض کرنے سے نہیں جھجکتے - تو اپنی مسلمہ کتابوں پر کیوں وہی اعتراض نہیں کرتے - اسی طرح ویدک ایشور کا حلیہ ہے - وہ بھی اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں -

ویدک ایشور کا حلیہ

(منہ - بازو - ران - پاؤں)

"براہمن اس کا منہ تھا - بازوؤں سے کشتری رانیں دیش - پاؤں سے شودر پیدا ہوئے" (رگوید ۹۰ / ۱۰) ترجمہ راجا رام صاحب

مونہہ - بازو - رانیں اور پاؤں تو معلوم ہو گئے اب دیگر اعضاء کا ملاحظہ ناظرین کے لئے باقی ہے - سو وہ بھی تیار ہے -

(سر - پاؤں - ناف اور کان)

اس کی (پرمیشور) ناف سے آسمان - سر سے خلا - پاؤں سے زمین اور کان سے طرفیں پیدا ہوئیں" (رگوید ۹۰ / ۱۰)

(آنکھ - دل - منہ اور سانس)

"چاند من (دل) سے پیدا ہوا - آنکھ سے سورج پیدا ہوا - منہ سے اندر اور اگ اور سانس سے ہوا پیدا ہوئی"

الغرض ویدک ایشور کا حلیہ بتانے کیلئے بہت سا وقت درکار ہے - اس لئے محض

اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں۔

ان مقامات کو دیکھتے ہوئے آریہ صاحبان بھی جھنجلا کر یہی فرمائینگے۔ کہ یہ استعارہ کے رنگ میں ہیں۔ مگر ان کو بھی ہمارا جواب یہی ہوگا۔ کہ اگر یہ استعارہ کے رنگ میں ہیں تو ستیارتھ پرکاش و کلیات آریہ مسافر و دیگر ایسی کتب کے ان مقامات کو نکال ڈالو۔ جہاں قرآن شریف میں آئے ہوئے ساق (پنڈلی) ید (ہاتھ) وغیرہ الفاظ پر بڑی دیدہ دہنی سے اعتراض کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اگر وید کے یہ الفاظ استعارہ و النکار ہیں۔ تو ید اور ساق اس سے بھی بدرجہ اولیٰ استعارہ ہیں۔ پس جبتک ستیارتھ کلیات کے ان مقامات کو آریہ صاحبان نہ نکال ڈالیں گے۔ تب تک ہمارے یہ اعتراضات اسی طرح قائم رہیں گے۔ جیسے دنیا میں آفتاب عالمتاب۔

دوستو! بہت سی باتیں ہیں جو سنانے کو دل چاہتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔ وقت اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے ہم نہایت ہی ادب سے آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے توفیق دی۔ تو اس بہار کا بقایا لطف پھر کبھی اٹھا لینگے کیونکہ "یار زندہ صحبت باقی"۔

فضل حسین احمدی مہاجر قادیان

بعض الہامات مسیح موعودؑ پر اعتراضات کا جواب

"ہمارے دوست ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ساہیوال نے اپنے ایک عزیز کو تبلیغی خط لکھا تھا۔ اس کے متعلق انجمن تائید الاسلام کے رسالے میں کچھ اعتراض شائع ہوئے ہیں۔ جن کا جواب ذیل میں افادۂ عام کے لئے شائع کیا جاتا ہے"۔

قول حضرت میرزا صاحب کا الہام حیوان کو عیسائی بناتا ہے۔ انت منی بمنزلۃ ولدی یعنی خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو فرماتا ہے۔ کہ اے مرزا۔ تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کا بیٹا تھا۔ مرزا صاحب کو بھی خدا کہتا ہے۔ تو ہمارے بیٹے کی جا بجا ہے۔ تو خدا کا بیٹا ہونے میں مسیح اور مرزا برابر ہوئے۔ ... اور مرزائی ابن اللہ کے مسئلہ میں عیسائیوں کے برابر ہوئے؟

اقول۔ اول تو معترض کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ عیسائی تو حضرت مسیح کو خدا کا ازلی بیٹا قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی بیٹا نہ ہونا الہام میں بمنزلۃ کے لفظ سے ظاہر ہے۔ دنیا میں بیٹا کا لفظ دو طور پر استعمال ہوتا ہے۔ ایک صلبی بیٹے پر۔ دوسرے پیار کی وجہ سے بڑا چھوٹے کو کہتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا صلبی بیٹا ہونا تو الہام کے بھی خلاف ہے۔ باقی رہا پیار کی وجہ سے تو ایسا اور انبیاء کو بھی کہا ہے۔ جیسا کہ بائبل میں کثرت سے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور پھر تقریب اور اکرام کیلئے ولد کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو۔ الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۱۳۹۔

کما یقول الشخص لاجنبی انت اخی او ولدی علی طریق التقریب والاکرام ثم لا یرثہ اذا مات ولا یحرم علیہ بناتہ واخواتہ"۔ ترجمہ جیسا کہ کوئی شخص اجنبی کے لئے تقریب اور اکرام کے طور پر کہہ دیتا ہے۔ کہ تو میرا بھائی یا تو میرا ولد ہے۔ حالانکہ پھر وہ قائل کا وارث بھی نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس پر اس کی بہن اور بیٹیاں حرام ہوتی ہیں۔ پس ولد کا لفظ کہنے سے غرض اظہار محبت ہے۔ اور یہ بتانا کہ تو ہمارا مقرب و محبوب ہے۔ چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے ابن کہا ہے اور مراد اس سے یہی تھی۔ کہ تو ہمارا مقرب و محبوب ہے۔ لیکن عیسائیوں نے اس کو حقیقی معنوں پر محمول کر لیا۔ اور خدا کے ساتھ شریک بنا لیا۔ اس بات کے رد کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو بھی فرمایا۔ کہ انت منی بمنزلۃ ولدی۔ جس سے مراد یہی ہے۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہیں۔ اور پھر جبکہ خود ملہم اس کے معنے حقیقی نہیں لیتا اور کہتا ہے۔ کہ یہ الہام از قبیل متشابہات ہے۔ اس کو

محکمات کے تابع کرنا چاہیئے۔ تو دوسروں کا کیا حق ہے۔ کہ اس کے معنے کوئی اور قرار دیں۔ . . . . حضرت مسیح موعودؑ اسی الہام کے متعلق اپنی کتاب معیار الاصفیاء میں فرماتے ہیں۔

"یاد رہے۔ کہ خدا تعالےٰ بیٹوں سے پاک ہے۔ نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ بیٹا ہے۔ نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ یہ کہے۔ کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔ پس اس خدا کے کلام کو ہوشیاری اور احتیاط سے پڑھو۔ اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ۔ اور اس کی کیفیت میں دخل نہ دو۔ اور حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اور یقین رکھو۔ کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے۔ اور میری نسبت بینات سے یہ الہام ہے۔ جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم معیار الاصفیا صـ"۔

پس اس کے بعد کسی خدا ترس اور متقی آدمی کا حق نہیں کہ وہ اس پر اعتراض کرے جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود اس کے معنے بتلا دیئے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ اس کو الہام قل انما انا بشر مثلکم کے ماتحت کرنا چاہیئے۔

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ اپنے مقرب اور محبوب کے لئے ابن یا بیٹا کا لفظ استعمال کر دیا کرتا ہے۔ جیسے کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں فرماتے ہیں۔

"و ازاں جملہ آنست کہ خدا تعالےٰ در ملت انبیاء و تابعان ایشاں را بہ لقب مقرب و محبوب تشریف دادہ است۔ و منکر آں ملت را بہ صفت مبغوضیت نکوہیدہ است و دریں باب بلفظے شائع در ہر قوم تکلم واقع شد۔ اگر لفظ ابنا بجائے محبوباں ذکر یافتہ چہ عجب"۔

پس اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بیٹے کا لفظ مقرب اور محبوب کے معنوں میں استعمال کر دیتا ہے۔

از روئے قرآن شریف ولد کے معنے	پھر قرآن مجید میں بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔ کہ تم خدا کو ایسے یاد کرو۔ اور ایسی عزت کرو جیسے کہ تم اپنے باپوں کی کرتے ہو۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدا تعالیٰ کا ذکر کرو۔ پس جس طرح کہ آیت میں خدا تعالیٰ کو حقیقی باپ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح الہام انت منی بمنزلۃ ولدی میں حقیقی ولد مراد نہیں ہے۔

قولہ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب خدا سے سب سے زیادہ حاصل تھا۔ ان کو خدا نے نہ

فرمایا کہ تو میرے بیٹے کی جا بجا ہے۔

اقول۔ نبی کریمؐ کا مرتبہ اس بات سے بڑھکر ہے۔ اس لئے آپ کے لئے بیٹے کا لفظ استعمال نہیں ہوا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ کہ جو تیری بیعت کرتے ہیں۔ تو وہ خدا کی بیعت کرتے ہیں۔ پس اس آیت میں نبی کریمؐ کے ہاتھ کو خدا تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ میں نبی کریمؐ کے پھینکنے کو خدا تعالیٰ نے اپنا پھینکنا قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ کہ رسولؐ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے۔ اور اسی طرح پہلے انبیاء کے صحیفوں میں نبی کریمؐ کا آنا۔ خدا کا آنا بیان کیا گیا ہے ملاحظہ ہو "آخر کو اس نے یہ سمجھ کے کہ وے میرے بیٹے کی تعظیم کرینگے۔ اپنے بیٹے کو ان کے پاس بھیجا۔ پر باغبانوں نے جب بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا۔ یہی وارث ہے۔ آؤ۔ اسے مار ڈالیں اور اس کی میراث پر قبضہ کریں۔ اور انہوں نے اسے پکڑا۔ اور انگور کے باغ سے باہر نکال کے مار ڈالا۔ جب انگور کے باغ کا صاحب آویگا۔ تو ان باغبانوں کو کیا کریگا۔ وے بولے کہ ان بروں کو بری طور سے ہلاک کریگا۔ اور انگور کے باغ کو اور باغبانوں کو جو میوہ موسم میں اسے پہنچاویں۔ سپرد کریگا۔ الخ"

مذکورہ بالا تمثیل سے ظاہر ہے۔ کہ نبی کریمؐ کو انگوروں کے باغ کا مالک قرار دیا گیا ہے۔ اور مسیح ناصری کو بیٹا۔

(۲) حضرت داؤد کی زبور میں لکھا ہے۔

"کہ تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ تر ہے تیرے لبوں میں نعمت بنائی گئی۔

اس لئے خدا نے تجھکو ابد تک مبارک کیا۔ اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے اپنی ران پر لٹکا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اے خدا تیرا تخت ابدالاباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے۔ اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے۔ خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا ہے۔"

اس میں بھی نبی کریمؐ کو استعارۃً خدا کے لفظ سے پکارا گیا ہے۔ پھر یسعیاہ کی کتاب باب ۴۲ میں لکھا ہے۔

"خداوند خدا ایک بہادر کی مانند نکلیگا۔ وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت کو اُکسائیگا۔"

پس اس میں بھی نبی کریمؐ کی بعثت کو استعارۃً خدا کا آنا بیان کیا گیا ہے پس نبی کریمؐ خدا تعالےٰ کے اتم مظہر ہیں۔ اس لئے ولد کا لفظ آپ کی شان کے شایان نہیں کیونکہ آپؐ کا درجہ اس سے بڑھکر ہے۔

پس یہ کہنا کہ نبی کریمؐ کے لئے کیوں ولد کا لفظ خدا تعالےٰ نے نہیں فرمایا۔ یہ معترض کی کم فہمی ہے۔ کیونکہ نبی کریمؐ کا درجہ اس سے بڑھ کر ہے۔ کہ آپؐ کے لئے ولد کا لفظ استعمال کیا جائے۔ اور آپؐ کی شان کے متعلق تو قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔ ثم دنا فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی

قولہ۔ تیسرا الہام جو مرزا صاحب کو صلبی بیٹا بناتا ہے غور سے سنو۔ انکو کہا الہام ہے۔ انت من ماءنا وھم من فشل۔ اربعین ۳ صہ ۳۴۔ یعنی اے مرزا! تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے۔ اور وہ لوگ خشکی سے یہ الہام تو عیسائیوں سے بھی زیادہ اپنے اندر شرک و کفر رکھتا ہے؟

اقول۔ معترض کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس الہام سے مسیح موعودؑ کو صلبی بیٹا قرار دے اور ماء سے مراد نطفہ لے جبکہ نہ خود ملہم اور نہ ہی ان کے متبعین یہ اس کے معنے کرتے ہیں۔ ماء سے مراد نطفہ ہی نہیں ہوتا بلکہ ماء جب مضاف ہو تو اس کے معنے اور بھی

ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو لسان العرب و تاج العروس۔

(۱) "ماء السما لقب عامر بن حارثہ الازدی وھو ابو عمرو مزیقیا الذی خرج من الیمن حین احس سیل العرم سمی بذلک لانہ کان اذا اجدب قومہ مانھم حتی یاتیھم الخصب فقالوا ھو ماء السماء لانہ خلف منہ وقیل لولدہ بنو ماء السماء وھم ملوک الشام

(۲) وماء السماء ایضاً لقب ام المنذر ابن امری القیس . . . . سمیت بذلک لجمالھا وقیل لولدھا بنو ماء السماء وھم ملوک العراق قال زھیر بن جناب

ولازمت الملوک من اٰل نصر

وبعدھم بنی ماء السماء

ترجمہ - ماء السماء عامر بن حارثہ ازدی کا لقب ہے - اور وہ ابو عمرو مزیقی ہے - جو کہ یمن سے نکل گیا تھا - جبکہ اس نے سیل عرم کو محسوس کیا - اس کا نام ماء السماء اس وجہ سے رکھا گیا - کہ جب اس کی قوم پر قحط پڑتا تھا - تو ان کے پاس آتا - یہاں تک کہ وہاں سرسبزی ہو جاتی - اور قحط جاتا رہتا - تو انہوں نے کہا - کہ یہ ماء السماء ہے - کیونکہ وہ اس سے پیچھے رہا تھا - اور اس کی اولاد کو بنو ماء السماء کہا جاتا ہے - اور وہ شام کے بادشاہ تھے - ایک انصاری کا شعر ہے - میں ابن مزیقی عمرو ہوں - اور میرے دادے کا باپ عامر ماء السماء ہے - (۲) اور ماء السماء منذر ابن امرئ القیس کی والدہ کا بھی لقب ہے - اس کا نام ماء السماء اس کے جمال اور حسن اور خوبصورتی کی وجہ سے رکھا گیا ہے اور اس کی اولاد کو بھی بنو ماء السماء کہتے ہیں - اور وہ عراق کے بادشاہ ہیں جیسا کہ زہیر کے شعر سے ظاہر ہے - کہ میں ایک مدت تک آل نصر کے بادشاہوں کا ملازم رہا اور ان کے بعد بنی ماء السما کا - پھر لکھا ہے -

وفی حدیث ابی ھریرہ امکم ھاجر یا بنی ماء السماء یرید العرب لانھم کانوا یتبعون قطر السماء . . . . . . فینزلون حیث کان "

ابی ہریرہ کی حدیث میں بھی بنی ماء السماء کا لفظ استعمال کیا گیا ہے - جس سے مراد

عرب ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ پانی کی قلت کی وجہ سے وہ جگہ ڈھونڈتے تھے۔
کہ جہاں بارش ہو۔ اور جہاں بارش ہوتی۔ وہاں وہ اتر پڑتے تھے۔

پس مذکورہ بالا مثالوں میں ماء کا لفظ سماء کی طرف مضاف ہو کر نطفہ کے غیر معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ پس الہام میں بھی ماء کا لفظ مضاف واقع ہوا ہے۔ اور نا ضمیر متکلم ہے۔ مضاف الیہ جس کے معنے ہیں۔ "ہمارا پانی" پس حضرت مسیح موعودؑ کے لئے فرمایا۔ کہ تو ہمارے پانی سے ہے۔ اور سب قسم کے پانی دریاؤں کے نہروں کے تالابوں کے سمندروں کے خدا تعالیٰ کے مسبب الاسباب علت العلل ہونے کی وجہ سے اسی کے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے الہام میں ہمارا پانی کہنے سے مراد نطفہ ہی ہے تو جعلنا من الماء کل شئی حی کے لحاظ سے ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے نطفہ سے ہی ہوگی۔ کیونکہ ہر ایک پانی خدا تعالیٰ کا ہے۔ اور اسی طرح ایک شاعر کہتا ہے۔

ان الماء ماء ابی وجدی
وبئری ذو حفرت وذو طویت

وحی کے لئے بھی قرآن مجید میں ماء کا لفظ استعمال ہوا ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اللہ انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یسمعون (نحل)

الہام کے معنے پس الہام کے معنے یہ ہوئے کہ انت من مائنا تو تو ہماری وحی سے قایم ہوا ہے۔ لوگ جتنی مخالفت چاہیں۔ کریں۔ لیکن تم نے حق کی تبلیغ میں ہمت نہ ہارنا۔ کیونکہ تو نے ہمارے کہنے سے اس بات کو اپنے ذمہ اٹھایا ہے۔ وھم من فشل۔ اور وہ لوگ جو تیرے مخالف ہیں۔ جو کہ مجسم گھبراہٹ بزدلی اور سستی۔ اور ضعف ہیں یہ الہام مسیح موعودؑ کی تسلی کے لئے نازل ہوا ہے۔ اور فشل کے معنے تاج العروس و لسان العرب وغیرہ

میں یہ لکھے ہیں۔

فشل کسل وضعف وتراخی وجبن وفزع ومنہ الآیۃ اذھمت طائفتان منکم ان تفشلا وقولہ تعالیٰ ولا تنازعوا فتفشلوا فتذھب ریحکم قال الزجاج ای تجبنوا عن عدوکم اذا اختلفتم اخبران اختلافھم یضعفھم وان الالفۃ تزید فی قوتھم ورجل فشل ضعیف جبان ۔ (تاج العروس جلد ۸ صفحہ ۵)

فشل ۔ سست اور کمزور اور بزدل ہو گیا اور رویہ کی اور گھبرا گیا ۔ اور آیت اذھمت طائفۃ الخ میں تفشلا کے معنے یہی ہیں ۔ اور اسی طرح آیت ولا تنازعوا فتفشلوا کے معنے زجاج نے یہ کئے ہیں ۔ کہ جب تم اختلاف کروگے ۔ تو تم اپنے دشمنوں سے بزدل ہو جاؤگے ۔ اس آیت میں خبر دی ہے ۔ کہ ان کا اختلاف ان کو کمزور کریگا ۔ اور الفت ان کی قوت کو بڑھائیگی ۔ اور رجل فشل کے معنے ضعیف اور بزدل آدمی کے ہیں ۔ پس صاف سے مراد نطفہ لیکر اعتراض کردینا کار خردمنداں نیست ۔

قولہ ۔ چوتھا الہام جو مرزا کو خدا کی بیوی بناتا ہے اور بیوی بھی بال بچہ والی جس سے اطفال اللہ یعنی خدا کے بیٹے پیدا ہوتے ہیں ۔ یریدون ان یروا طمثک ۔ ترجمہ بھی وہ لکھا جاتا ہے ۔ جو مرزا صاحب نے خود کیا تھا ۔ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے ۔ یا کسی اور پلیدی اور ناپاکی اطلاع پائے ۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعام دکھلائیگا ۔ جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں ۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے الخ اب اس الہام سے ثابت ہے ۔ کہ مرزا صاحب خدا کی بیوی تھے ۔ آجتک خداوندی ہونیکا کسی نے دعویٰ نہ کیا تھا ۔ افسوس ایسے الہام پر ۔

اقول ۔ الہام یریدون ان یروا طمثک سے یہ نکالنا کہ حضرت مرزا صاحب خدا کی بیوی ہیں ۔ سراسر کذب و افترا ہے ۔ اصل عبارت حضور انور کی ملاحظہ ہو

اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے۔ یریدون ان یروا طمثک واللّٰہ یرید ان یریک انعامہ الانعامات المتواترۃ انت منی بمنزلۃ اولادی واللّٰہ ولیک وربک فقلنا یا نار کونی بردا۔ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائیگا۔ جو متواتر ہونگے۔ اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے۔ مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جسقدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے۔ جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی ظلمت انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اسی بنا پر صوفیا کا قول ہے۔ کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا۔ آدمؑ کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار میں مشغول رہا ہے اور وہی خوف ترقیات کا موجب ہوتا رہا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ ان اللّٰہ یحب التوابین و یحب المتطہرین۔ پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے۔ مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہی حیض ایک پاک لڑکے کا جسم تیار کر دیتا ہے۔ اسی بنا پر خدا میں فانی ہونیوالے اطفال اللہ کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں۔ کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کلمۂ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے۔ بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ اسی مرتبہ کی طرف قرآن شریف میں اشارہ ہے۔ فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اٰباءکم او اشد ذکرا۔ یعنی خدا کو ایسی محبت اور دلی جوش سے یاد کرو۔ جیسا کہ بچہ اپنے باپ کو یاد کرتا ہے۔ اسی بنا پر ہر ایک قوم کی کتابوں میں اَب یا پتا کے نام سے خدا کو پکارا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو استعارہ کے رنگ میں ماں سے بھی ایک

مشابہت ہے۔ اور وہ یہ کہ جیسے ماں اپنے پیٹ میں اپنے بچہ کی پرورش کرتی ہے۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ کے پیارے بندے خدا کی محبّت کی گود میں پرورش پاتے ہیں۔ اور ایک گندی فطرت سے ایک پاک جسم انہیں ملتا ہے سو اولیاء کو جو صوفی اطفال حق کہتے ہیں۔ یہ صرف ایک استعارہ ہے۔ ورنہ خدا اطفال سے پاک اور لم یلد ولم یولد ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳ و ۱۴۴)

حضرت شیخ فرید الدین عطار اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۴۶۱ میں فرماتے ہیں۔	اس حوالہ کی اقوال اولیاء سلف سے تصدیق

" جیسے عورتوں کو حیض آتا ہے ایسا ہی ارادت کے راستہ میں مریدوں کو حیض آتا ہے۔ اور مرید کے راستہ میں جو حیض آتا ہے۔ تو وہ گفتار سے آتا ہے اور کوئی مرید ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ اس حیض میں ہی پڑا رہتا ہے۔ اور کبھی اس سے پاک نہیں ہوتا۔ اور ایسا آدمی بھی ہوتا ہے۔ کہ اس کو حیض نہیں آتا ہمیشہ پاکی میں رہتا ہے۔"

کیا معترض یہاں بھی کہے گا۔ کہ ہر ایک ارادت کے رستہ پر چلنے والا خدا تعالیٰ کی بیوی ہے۔ پس کیسی شرم کی بات ہے۔ کہ ایک نیک آدمی کی طرف ایسی بات کو منسوب کر دیا جائے۔ جس کا وہ خود اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ بلکہ اس کے خلاف بارہا لکھ چکا ہو۔

پھر مجالس الابرار میں لکھا ہے۔

"واما الکرامۃ بمعنی ظہور امر خارق للعادۃ فلا عبرۃ لہا بل ہی حیض الرجال"

کہ کرامت جو خارق عادت امر کے ظہور کا نام ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ وہ تو مردوں کا حیض ہے۔

پس کیا معترض یہاں بھی وہی بکواس کریگا۔ جو اس نے تعصب کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے ایک مرسل کے مقابلہ میں کی ہے۔ اور اولیاء اطفال اللہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ مثنوی رومی میں لکھا ہے۔

اولیاء اطفال حق اند اے پسر
غائبی و حاضری بس در نظر

قولہ ۔ پانچواں الہام جو مرزا صاحب کو خدا کی صفات میں شریک کرتا ہے ۔ انما امرک اذا اردت شیأا ان تقول لہ کن فیکون ۔ یہ کفر کا الہام ہے ۔ کہ ایک عاجز انسان خداتعالیٰ کی صفات میں شریک ہو ۔ . . . . پھر مرزا صاحب اپنی کتاب کتاب البریۃ کے صد ۷۹ پر اپنا کشف اس طرح لکھتے ہیں ۔ میں نے ایک کشف میں دیکھا ۔ کہ خدا ہوں اور یقین کیا ۔ کہ وہی ہوں ۔ اور میں اس حالت میں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں ۔ الخ ۔ یہ کشف مرزا صاحب کو خدا کا شریک اور آسمان اور زمینوں کے بنانے والا ثابت کرتا ہے ۔ انتہی بالخلاصہ

اقول ۔ مذکورہ بالا دونو باتیں قابل اعتراض نہیں ہیں کیونکہ ایسے الہام اور کشوف تو خداتعالیٰ کے زیادہ مقرب ہونے پر دلالت کرتے ہیں ۔ کیونکہ ایسی باتیں اسی وقت کسی انسان سے صادر ہوتی ہیں ۔ جبکہ وہ فنافی اللہ ہو کر مقام وصل اور مرتبہ قرب تک پہنچتا ہے ۔

اس کی تصدیق قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ہوتی ہے ۔ جیسے کہ قرآن مجید میں ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اور وان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم اور وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اور حدیث وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ الذی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سئلنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ (بخاری) ہے ۔

نیز پہلے اولیاء وصوفیاء نے بھی ایسے الفاظ کہے ہیں ۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الاولیاء صد ۱۱۵ میں فریدالدین صاحب عطار الوالحسنؒ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ۔
اور آپ نے فرمایا ، کبھی تو میں ابوالحسن ہوں

اور کبھی وہ میرا ابوالحسن ہے یعنی جب ابوالحسن فنا میں ہوتا۔ تو اس وقت ابوالحسن وہ ہوتا تھا۔ اور جس وقت بقا میں ہوتا ہے۔ اس وقت جو کچھ دیکھتا ہے تمام اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ اور جو کچھ دیکھتا تھا۔ وہ ابوالحسن ہوتا تھا۔"

پھر بایزید بسطامی کے متعلق فرماتے ہیں۔

"صبح کی نماز پڑھی۔ اور بعد میں انکی طرف دیکھا۔ اور کہا۔ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدون"۔ تذکرۃ الاولیاء صہ ۱۱۷

پھر تذکرۃ الاولیاء صہ ۵۳۶۔ ابوالحسن کے متعلق لکھا ہے۔ آپ نے فرمایا" کہ میں ایسے مقام میں ہوں کہ تمام ملک میں ایک چھوٹی سی مکھی بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ اس کو کس واسطے پیدا کیا ہے۔ اور اس سے کیا چاہا گیا ہے۔ یعنی ابوالحسن نہیں۔ الخ۔ صرف حق ہی حق رہ گیا ہے۔ اور میں درمیان سے اٹھ گیا ہوں"

پھر ملاحظہ ہو فتوحات مکیہ جلد ۲ صہ ۲۴

قال اللہ تعالیٰ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوکنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن صاحبکم خلیل اللہ والمخاللۃ لاتصح الابین اللہ وبین عبدہ وھو مقام الاتحاد"

خدا تعالیٰ کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے اور نبی کریمؐ کا فرمانا۔ کہ اگر میں کوئی خلیل بناتا۔ تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتا۔ لیکن میں خدا تعالیٰ کا خلیل ہوں۔ اور مخاللت خدا تعالیٰ اور اس کے بندے کے درمیان ہی ہوتی ہے اور وہی مقام اتحاد کا ہے۔ کہ جسمیں بندہ اور خدا ایک ہو جاتے ہیں۔

اور حضرت صاحب کا الہام کہ انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون بھی حضرت مسیح موعودؑ کو خدا کا شریک نہیں بناتا۔ کیونکہ انسان جب مقام فنا اور مقام وصل میں پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر اس کو ایسے الہام ہو سکتے ہیں۔ وصول کے معنے شاہ عبد القادر جیلانیؒ فتوح الغیب مقالہ ۱۷ میں فرماتے ہیں۔

ومعنی الوصول الی اللہ خروجک عن الخلق والھوی والارادۃ

والمعنی بالثبوت مع فعلہ وارادتہ من غیران یکون منک حرکۃ فیک لانی خلق بلکہ بل بحکمہ وفعلہ وامرہ فھما حالۃ الفناء یعبر منھا بالوصول"

اور وصول الی اللہ کے معنے یہ ہیں ۔ کہ تو مخلوق اور اپنی خواہش اور ارادہ اور آرزو سے نکل جائے ۔ اور اس کے فعل اور ارادہ کے ساتھ ثابت رہے بغیر اس کے کہ تجھ میں کوئی حرکت ہو ۔ ...... خلق سے نہ ہو ۔ بلکہ اس کے حکم اور فعل اور امر کے ساتھ کرے ۔ جو کچھ کرے ۔ پس یہ حالت فنا کی ہے ۔ اور اسی کو وصول سے تعبیر کیا جاتا ہے

پھر مقالہ ۱۶ میں فرماتے ہیں ۔

قال اللہ عزوجل "واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ ثم یرد علیک التکوین فتکون بالاذن الصریح الذی لا غبار علیہ" اللہ تعالے نے فرمایا ہے ۔ کہ تم خدا کا تقویٰ کرو ۔ اور تمہیں خدا تعالے علم دے گا ۔ پھر تکوین تجھے سپرد ہوگی ۔ پھر تو اذن صریح سے جس پر کوئی غبار نہیں ہوگا ۔ تکوین کریگا ۔

پھر فرماتے ہیں ۔

قال اللہ تعالیٰ فی بعض کتبہ یا ابن آدم انا اللہ لا الٰہ الا انا اقول للشئی کن فیکون اطعنی اجعلک تقول کن فیکون وقد فعل ذالک بکثیر من انبیائہ واولیائہ وخواصہ من بنی آدم ۔ خدا تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے ابن آدم میں اللہ ہوں ۔ اور میرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں میں کسی چیز کے لئے کہتا ہوں ۔ کہ ہو جا ۔ تو وہ ہو جاتی ہے ۔ تو میری اطاعت کر میں تجھے ایسا بنا دونگا ۔ کہ تو کسی چیز کے لئے کُن (ہو جا) کہیگا ۔ تو وہ ہو جائیگی ۔ پھر شاہ عبدالقادر جیلانی صاحبؒ فرماتے ہیں ۔ کہ اس نے ایسا بہت سے انبیاء اور اولیاء اور اپنے خواص کے ساتھ بنی آدم سے کیا ہے ۔ پس جبکہ اولیاء سے بھی ایسی باتیں خدا تعالیٰ کہہ دیتا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کے الہام انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول لہ کن فیکون پر اعتراض کرنا کہ اس سے خدا تعالے کی صفات میں شریک ماننا پڑتا ہے ۔ سراسر جہالت اور نادانی اور دیدہ دانستہ جسارت اور جرأت

اور حضرت مسیح موعودؑ کے ضمن میں دوسرے اولیاء اور انبیاء کو بھی خدا تعالیٰ کے شریک ٹھیرا کر ان کی ہتک کرتا ہے۔

قولہ ۔ آپ نے جو لکھا ہے۔ کہ جھوٹے مدعی کو کامیابی نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کو ۲۳ برس مہلت ملتی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید میں ۲۳ برس کا ذکر تک نہیں۔ لوتقول والی آیت خاص محمدؐ کے حق میں ہے۔ جب آپ کے بعد کوئی سچا نبی و رسول ہونا ہی نہیں۔ تو معیار کیا۔ اور یہ آپ صاحبان کی غلطی ہے۔ کہ ناحق میعاد مقرر کرتے ہیں پہلے جبتک امکان نبی بعد محمدؐ ثابت نہ ہو۔ ظہور بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اقول ۔ آیت لوتقول خاص نبی کریمؐ کے حق میں ہی نہیں ہے۔ بلکہ تمام انبیاء کے لئے یہ معیار صداقت ہے۔ کیونکہ نبی کریمؐ کے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قل ما کنت بدعا من الرسل۔ کہ اے رسول تو لوگوں سے کہدے۔ کہ میں کوئی دوسرے رسولوں سے نئے طریق پر نہیں آیا۔ کہ تمہیں میرے پہچاننے میں کوئی مشکل ہو۔ بلکہ میرے سچا ہونے کی بھی وہی معیار ہیں۔ جو دوسرے رسولوں کے ہیں۔ اور نیز آیت لوتقول علینا بعض الاقاویل الخ عموم پر دلالت کرتی ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد ۸ صہ ۲۹۱ میں لکھا ہے۔

"اعلم ان حاصل ھٰذہ الوجوہ انہ لو نسب الینا قولا لم نقلہ لمنعناہ عن ذلک اما بواسطۃ اقامۃ الحجۃ فانا کنا نقیض لہ من یعارضہ وحینئذ یظھر للناس کذبہ فیہ فیکون ذالک ابطالا لدعواہ وھدما لکلامہ واما بان نسلب عنہ القدرۃ علی التکلم بذلک لقول وھذا ھو الواجب فی حکمۃ اللہ تعالیٰ لئلا یشتبہ الصادق بالکاذب"

جان لے کہ حاصل ان وجوہ کا یہ ہے کہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر ہماری طرف کوئی ایسا قول جس کو ہم نے نہیں کہا۔ منسوب کرے۔ تو ہم اسکو روک دیں۔ اس سے یا تو بوسطہ حجت کے قایم کرنے کے کہ ہم اس کا ایک معارض و مقابل بنا دیں۔ جو اس سے معارضہ کرے۔ اور پھر لوگوں کے لئے اس کا کذب ظاہر ہو جائے۔ تو یہ اس

گے دعویٰ کے ابطال کا ثبوت ہوگا۔ اور یا اس طرح کہ ہم اس سے اس قول پر کلام کرنے کی قدرت چھین لیں اور یہی واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں تا کہ صادق کاذب سے مشتبہ نہ ہو جائے۔

پھر تفسیر مذکور وتین کے معنے یہ لکھے ہیں

"ثم لقطعنا منه الوتين فیما قلبه بضرب عنقه وھو تصویر لاھلاکه بافظع ما علکه بمن یغضبون علیه وھو ان یاخذ القتال بیمینه ویکفحه بالسیف ویضرب عنقه"

یعنی ہم اس مفتری کی دل کی رگ کو گردن اڑا کر کاٹ دیتے ہیں۔ اور پھر فما منکم من احد عنه میں ھو کی ضمیر کے متعلق لکھا ہوا ہے۔ عن القتل والمقتول یعنی اگر کوئی خدا تعالےٰ پر افترا باندھے۔ تو خدا اسکو قتل کر دیتا ہے۔ اور کوئی سلطنت وغیرہ خدا تعالےٰ کے کام میں روک واقع نہیں ہو سکتی۔ ملاحظہ ہو۔ علامہ ابی سعود برحاشیہ تفسیر کبیر جلد ۸ صد۲۹۱۔ اور اسی طرح تفسیر کبیر جلد ۸ صد۲۹۱ و روح البیان جلد۴ صد۴۶۲ میں ہے۔

پس جبکہ آیت لو تقول علینا سے ثابت ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔ اور نبی کریمؐ کے لئے خاص نہیں ہے۔ اور یہ ہو بھی نہیں سکتا۔ کہ ایک نبی کریمؐ کے لئے تو خدا تعالیٰ فرماوے۔ کہ اگر یہ ہم پر جھوٹ باندھتا۔ تو ہم اس کو قتل کر دیتے۔ اور دوسروں کے لئے نہ فرمائے۔

رہا یہ کہ ۲۳ سال تم کہاں سے نکالتے ہو۔ تو ۲۳ سال کی میعاد ہم اسوجہ سے مقرر کرتے ہیں۔ کہ نبی کریمؐ دعوےٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے۔ تو آپ کا ۲۳ سال زندہ رہنا آپؐ کے سچا ہونے کا ثبوت ہے۔ پس جو دعوی نبوت کر کے ۲۳ سال زندہ رہے۔ تو وہ لامحالہ صادق ماننا پڑے گا۔

۲۳ سال مہلت کا حوالہ

عقاید نبراس میں لکھا ہے۔

فان العقل یجزم بامتناع اجتماع ھذہ الامور فی غیر الانبیاء وان یجمع اللہ ھذہ الکمالات فی حق من یعلم لمن یفتری علیه تعالی بدعوی الرسالۃ

ثم یمهله ثلاثا وعشرین سنة" شرح عقاید نبراس صہ ۴۴۔ انبیاء ماضیہ کی سیرت پر اطلاع پانے کے بعد عقل جزم کرتی ہے کہ ان امور کا غیر انبیاء میں اجتماع ممتنع ہے۔ اور یہ بھی ممتنع ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کلمات کو اس شخص کے حق میں جمع کرے۔ جو خدا تعالےٰ پر افترا کرتا ہے۔ رسالہ اور کتاب کے دعویٰ کے ساتھ پھر یہ بھی ممتنع ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ۲۳ سال مہلت دے۔ اس پر شارح نبراس لکھتا ہے ؛

فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث وعمرہ اربعون سنة وتوفی وعمرہ ثلاث وستون سنة علی الصحیح وقد ادعی بعض الکذابین النبوة کمسیلمة الیمامی والاسود العنسی وسجاح الکاہنة فقتل بعضهم وتاب بعضهم وبالجملة لم ینتظم امر الکاذب فی النبوة الا ایاما معدودة"

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے۔ اور اصح یہی ہے۔ کہ تریسٹھ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔ اور بعض کذابین نے جیسے کہ مسیلمہ یمامہ کے رہنے والے اور اسود عنسی اور سجاح کاہنہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ بعض ان میں سے قتل کئے گئے۔ اور بعض نے ان میں سے رجوع کر لیا۔ بالجملہ بات یہ ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت کا امر نہیں رہتا۔ مگر تھوڑے دن۔ بھیجئے۔ اب تو آپ کو معلوم ہو گیا۔ کہ جھوٹا مدعی نبوت ۲۳ سال سے زیادہ مہلت نہیں پا سکتا۔ اور اگر کوئی ۲۳ سال سے زیادہ زندہ رہے۔ تو وہ یقیناً سچا ہے۔ اور جس نے بھی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ ۲۳ سال سے زیادہ زندہ نہیں رہا۔ یہی یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے یا نہیں۔ سو ملاحظہ ہو الیواقیت والجواہر فی بیان عقاید الاکابر مصنفہ امام عبد الوہاب شعرانی جلد ۲ صہ ۳۴

اعلم ان النبوة لم ترتفع مطلقا بعد محمد صلے اللہ علیہ وسلم وانما ارتفع نبوة التشریع فقط فقولہ صلے اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ولا

رسول بعدی ای ماتم من یشرع بعدی شریعۃ خاصۃ فھو مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ۔

جان لے کہ نبوت مطلقاً نبی کریمؐ کے بعد مرتفع نہیں ہوئی۔ صرف تشریعی نبوت اُٹھ گئی ہے۔ پس نبی کریمؐ کا قول کہ میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں ہے تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی خاص شریعت والا نبی نہیں تو یہ آپ کا قول ایسا ہی ہے، جیسا کہ آپ کا قول کہ جب کسریٰ ہلاک ہو جائیگا۔ تو اس کے بعد کسریٰ نہیں ہے۔ اور جب قیصر ہلاک ہو جائیگا۔ تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

پھر صد ۲۴ میں لکھتے ہیں۔

وعبارۃ الشیخ محی الدین فی الباب الثانی والستین واربعمائۃ من الفتوحات قد ختم اللہ تعالیٰ بشرع محمد صلے اللہ علیہ وسلم جمیع الشرائع فلا رسول بعدہ یشرع ولا نبی بعدہ یرسل الیہ بشرع"

اور شیخ محی الدین فتوحات مکیہ کے ۴۶۲ باب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے نبی کریمؐ کی شرع پر تمام شرائع ختم کر دی ہیں۔ پس آپؐ کے بعد کوئی شارع رسول و نبی نہیں ہوگا۔ پھر معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو خدا کی قدرتوں اور طاقتوں پر ایمان نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لکھتا ہے۔

"مرزا صاحب مسیلمہ کی طرح کیوں کافر نہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ اسلامی سلطنت نہیں۔ ورنہ کیا دعوےٰ اور کیسی نبوت۔ آٹا دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا"

پس اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ قتل تو کئے جاتے۔ اگر گورنمنٹ عالیہ نہ ہوتی۔ اور اسلامی سلطنت ہوتی۔ پس اسلامی سلطنت کا نہ ہونا حضرت مسیح موعودؑ کے عدم قتل کا باعث ہوا ہے۔ لیکن اس نادان کو اتنا بھی معلوم نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ تو جھوٹے نبی کے قتل کے لئے فرماتا ہے۔ فما منکم من احد عنہ حاجزین کہ اگر کوئی نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کرے۔ تو اس کو خدا تعالیٰ

قتل کر دیتا ہے۔ اور پھر انسانی گورنمنٹیں وغیرہ خدا کو اس کام سے روک نہیں سکتیں لیکن معترض کے نزدیک گورنمنٹ کا وجود مسیح موعودؑ اور خدا کے درمیان حائل ہوگیا جس کی وجہ سے خدا کو یہ طاقت نہ رہی۔ کہ وہ مسیح موعودؑ کو جس نے جھوٹا دعوے کیا۔ قتل کروا دیتا۔

پس بتاؤ۔ کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو۔ وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے۔

قولہ ۔ علاوہ بر آں حضور علیہ السلام مسیلمہ سے پہلے رحلت فرمائے ملک جاودانی ہوئے۔ اور مسیلمہ بعد میں زندہ رہا۔ جس سے مرزا صاحب کا یہ قاعدہ مقرر کرنا بھی غلط ہوا۔ کہ جھوٹا سچے کے سامنے فوت ہوتا ہے۔

اقول ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں یہ قاعدہ نہیں باندھا۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ضرور ہلاک ہو جاتا ہے۔ ہاں مباہلہ کے وقت ضروری ہے کہ جھوٹا سچے کے سامنے ہلاک ہو۔ اور اس کی تائید قرآن مجید کی آیت ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین سے بھی ہوتی ہے۔ جیسا کہ نواب صدیق حسن خاں صاحب ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۴۴۶ میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"مباہلہ اس لئے ہوتا ہے۔ کہ سچا جھوٹے سے الگ ہو جائے۔ اس کام کیلئے فقط مباہل کافی ہے۔ لیکن ابناء و نساء کا بھی ہمراہ لینا اس لئے ہے۔ کہ ان کے لینے میں زیادہ تر وثوق ثابت ہوتا ہے۔ صدق پر یقین پایا جاتا ہے۔ کہ مع گھر بار کے حاضر ہیں۔ اگر مباہلہ ہوگا۔ تو خصم بھی مع اپنے سب گھر بار کے برباد جاویگا"۔ اسی طرح ملاحظہ ہو۔ فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۵۶۔ اور معترض کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ مسیلمہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ نہیں کیا۔ ہاں اگر وہ مباہلہ کرتا تو وہ ضرور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہلاک ہو جاتا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کا فرمانا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔ مباہلہ پر منحصر ہے۔

قولہ - عذاب نبی کی خاطر خدا تعالےٰ منکروں پر بھیجتا ہے - نہ کہ ہر ایک عذاب کے آنے پہ نبی بھی آجاتا ہے -

اقول - اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں - کہ موجودہ زمانہ میں جو عالمگیر عذاب اور تباہیاں آئیں - تو وہ مسیح موعودؑ کی خاطر آئیں - اور پھر یہ بھی کہ وہ آپ کے الہامی کے مطابق آئیں - آپ نے پہلے ایسے ہی الہامات سے لوگوں کو آگاہ کر دیا - کہ تم پہ مصائب آئینگی اور طاعون پڑیگا زلزلے آئینگے - قحط پڑے گا وغیرہ وغیرہ - پس اسی طرح آپؑ کے الہامات کے مطابق دنیا میں وبائیں پھیلیں - اور منکرین نے جب آپ کا انکار کیا - تو انکار کرنے کے بعد آپکی خاطر مصائب و آفات دنیا پر نازل ہوئیں - مگر اندھے نہ سمجھے -

قولہ - یہ آپکا لکھنا بھی غلط ہے - کہ مرزا صاحب کو اپنے دشمنوں کے مقابل کامیابی ہوتی گئی - جیسے نبیؐ کے مقابل چار گروہ تھے - مشرکین عرب منافقین - عیسائی - یہودی - خدا تعالےٰ نے چاروں گروہوں پر حضرت محمدؐ رسول اللہ کو فتح دی - اور آپؐ کی زندگی میں مخالفین کا ایک فرد تک نہ رہا - اور تمام عرب اسلام کے نور سے منور ہوا -

اقول - اس قول میں معترض نے بہت جھوٹ بولا ہے - کیونکہ نبی کریمؐ کو چاروں گروہوں نے ہرگز قبول نہیں کیا - بلکہ نبی کریمؐ تو فرماتے ہیں :-

عن ابی ھریرۃ عن النبیؐ انہ قال لو امن بی عشرۃ من الیھود لامن بی الیھود (رواہ البخاری)

ابی ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا - کہ اگر مجھ پر دس بڑے یہودی بھی ایمان لے آئیں - تو مجھ پر تمام یہود ایمان لے آئیں - اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ قسطلانی ارشاد الساری جلد ۶ صفحہ ۲۸۳ میں تحریر فرماتے ہیں -

لامن بی الیھود ای کلھم وعند الاسماعیلی لم یبق یھودی الا

اسلم یعنی لا من بی الیھود سے مراد تمام کے تمام یہود ہیں ۔ اور اسماعیلی نے اس کے یہ معنے کئے ہیں ۔ کہ کوئی یہودی بغیر اسلام لانیکے باقی نہ رہتا ۔ پھر لکھا ہے ۔

وقال فی الفتح الباری والذی یظھرہ الخ ۔ اور فتح الباری میں یہ لکھا ہے ۔ کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں ۔ جو کہ اس وقت رؤسا تھے ۔ اور باقی ان کے تابع تھے ۔ پس ان رؤساء میں سے بہت قلیل ایمان لائے ۔ جیسے کہ عبداللہ بن سلام اور نبی کے مدینہ میں آنے پر یہود میں بڑے بڑے رؤسا بنی نضیر سے ابو یاسر بن اخطب اور اس کا بھائی حسی ابن اخطب اور کعب بن الاشرف اور رافع بن ابی الحقیق اور بنی قینقاع سے عبداللہ بن حنیف اور فنحاص اور رفاعہ بن زید اور قریظہ سے زبیر بن باطیا اور کعب بن اسد اور شمویل بن زید ۔ یہ لوگ ہیں جن میں سے کوئی بھی اسلام نہیں لایا ۔ اور یہ سارے یہود میں رؤسا تھے ۔

پس کیا معترض کا یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے ؟ کہ عرب کا ہر ایک فرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مسلمان ہو چکا تھا ۔ اور پھر نبی کریمؐ وصیت فرماتے ہیں اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب کہ تم کو چاہیئے ۔ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکالدو ۔ پس اگر آپؐ کی وفات کے بعد مشرکین باقی نہیں رہے تھے ۔ تو پھر یہ آپؐ نے وصیت کس لئے کی تھی ۔ ہاں اتنی بات ہے کہ آنحضرتؐ کا جس سے مقابلہ ہوا ۔ وہ ہلاک ہوا ۔ اور اس نے شکست کھائی ۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کے بھی جو مقابل آیا اس نے ذلت اٹھائی ۔ اور مورد ہلاکت ہوا ۔

رہا مہدی کے متعلق تو جیسا کہ مقدمہ ابن خلدون میں لکھا ہے ۔ کہ مہدی کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ۔ ان میں سے اکثر مجروح ہیں ۔ مہدی تو پہلے بھی ہوتے رہے ہیں ۔ جیسا کہ تاریخ الخلفاء صہ ۱۸۵ میں مامون عبداللہ کے لڑکے مہدی محمد کو حدیث المھدی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی کا مصداق قرار دیا ہے پس ہم یہ نہیں کہتے ۔ کہ امت محمدیہ میں مہدی نہیں آسکتے ۔ ضرور آسکتے ہیں ۔

ہاں جو مسیح موعودؑ ہے ۔ وہ مہدی بھی ہے ۔ جیسا کہ حدیث لا مہدی الا عیسیٰ اور عقاید نبراس کے اس حوالہ سے ظاہر ہے ۔ ثم الاصح انہ یصلی بالناس ویؤمہم ویقتدی بہ المہدی لانہ افضل فامامتہ اولیٰ ۔

پس اے منکرانِ مسیح موعودؑ! تم ضلالت و غوایت کو چھوڑ دو اور سیدھے رستہ کو اختیار کرو ۔ اور ٹیڑھے رستے پر نہ چلو ۔ اور خدا تعالےٰ کا فرمان یاد رکھو ۔ کہ فلما زاغوا ازاغ اللّٰہ قلوبہم کہ جب بنی اسرائیل نے کجروی کو اختیار کیا ۔ تو خدا تعالےٰ نے ان کے دلوں کو بھی ویسا ہی ٹیڑھا کر دیا ۔

اعتراضوں کو چھوڑ دو ۔ اور مسیح موعودؑ کی پیروی اختیار کرو ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے مرسلوں کے پہچاننے کی یہی علامت ہے ۔ کہ ان میں سے ایک پر جو اعتراض کیا جاتا ہے ۔ وہی دوسرے مرسل پر بھی پڑتا ہے ۔ آخر میں دعا کرتا ہوں ۔ کہ خدا تعالےٰ سب کو ہدایت پر لائے ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

(جلال الدین مولوی فاضل سیکھوانی)

مکالمہ شیعہ و احمدی

بریت حضرت ابو بکر صدیق دربارہ احراق فجاۃ متزندیق

شیعہ ۔ فجاۃ سلمی اصحاب بدر میں سے تھا ۔ کہتے ہیں ۔ کہ ابو بکرؓ نے اس غریب کو مرتد قرار دیکر آگ میں جلوا دیا ۔ اس سے بڑھ کر کیا ظلم و ستم ہو سکتا ہے ۔ کہ خلیفہ رسول جنگ بدر میں شامل ہونیوالوں کے ساتھ ایسا بیرحمی کا سلوک روا رکھے ۔ توبہ ہے !

احمدی ۔ واضح ہو ۔ کہ رسول صلعم کی وفات کے بعد ہی اکثر بلکہ تمام قبائل عرب مرتد ہو گئے ۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللّٰہ عنہ نے بکمال جوانمردی و ہمت خداداد ان دشمنان اسلام کی قرار واقعی سرکوبی فرمادی ۔ بعض تائب ہو کر دوبارہ حلقہ بگوش اسلام بھی ہو گئے ۔ ان ہی مرتدوں میں سے یہ فجاۃ سلمی بھی ہے ۔ شیعوں کو چونکہ ابو بکر

صدیقؓ سے للّٰہی بغض ہے۔ اور قاعدہ ہے۔ کہ جس کے ساتھ بغض و عداوت ہو
اس کا بڑے سے بڑا ہنر بھی عیب ہی نظر آتا ہے۔ صدیق کی اس بےنظیر خدمت اسلام
اور حمایت دین پر بھی شیعہ صاحبان بجائے اس کے کہ کچھ تحسین و آفرین کریں۔
الٹا نفرین کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ دراصل مرتد کوئی نہیں ہوا تھا۔ ابوبکرؓ نے
ناحق ناروا مسلمانوں کو قتل کرایا۔ اور خاصکر فجاۃ سلمی کے بارہ میں ان کو سخت
کاوش ہے۔ کہ ابوبکرؓ نے اس کو کیوں جلوا بھی دیا تھا۔ مجھ کو یاد پڑتا ہے۔ کہ
رسالہ اصلاح میں جو غالباً ماہ صفر سنہ ۱۳۳۶ھ کا تھا۔ فجاۃ سلمی کی حمایت میں ایڈیٹر
صاحب نے کافی سے زیادہ قلم فرسائی فرمائی تھی۔ تعصّب کے جوش میں فجاۃ کو اصحاب
بدریں سے بھی ظاہر کر دیا۔ مگر ثبوت کچھ نہیں دیا تھا۔ البتہ استیعاب جلد ا صہ ۲۲۲
سے فجاۃ کے جلوائے جانے کا حوالہ دے دیا تھا۔ جس کا مقابلہ میں نے اصل کتاب
سے کر لیا تھا۔ اور وہ واقعی درست تھا۔ آپ نے بھی غالباً اسی رسالہ کو دیکھ کر یہ اعتراض
پیش کیا ہے۔ لیکن اتنے بڑے الزام کو صدیق کی طرف منسوب کرنے کے لئے پہلے
فجاۃ کا اصحاب بدر سے ثابت کرنا نہایت ضروری تھا۔ جو وہ نہیں کر سکے۔ اور
شاید آئندہ بھی نہ کر سکیں۔ کیونکہ جیسے کہ ناظرین کو آگے چل کر واضح ہو جائیگا۔
فجاۃ مومن اور اصحاب بدر سے تو کجا۔ بلکہ بڑا دلیر چالاک بیباک۔ بےرحم ڈاکو اور
مرتد زندیق مکّار پر غدر تھا۔ اور یہ کوئی ایسا اعتراض نہیں ہے۔ جو محققین اہل سنّت
کی نظروں سے مخفی رہا ہو۔ بلکہ یہ اعتراض اور اس کی تردید کتب عقاید میں بھی ہے"
اور فجاۃ کوئی ایسا اعجوبہ مخلوقات سے نہیں ہے۔ کہ اس کی شخصیت سے اس کے
ہمعصر واقف ہی نہ ہو سکے ہوں۔ کہ وہ جنگ بدریں تو۔ جاں نثاران رسول
مقبولؐ میں نظر آئے۔ اور بعد وفات حسرت آیات آنحضرتؐ وہی جاں نثار مرتدوں
کا سردار ناہنجار اور مسلمانوں کے جان و مال کا دشمن خونخوار ہو جائے۔
بلکہ وہ تو ایسا مشہور و معروف مرتد ہے۔ جس کا ذکر اور جس کے ارتداد و عناد
بےحد کا حال مورخین نے بکمال شرح و بسط لکھدیا ہے۔ باوجود اس کے شیعوں کا

اسکو مسلمان تبلانا بلکہ اصحاب بدر میں دکہلانا اور صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت میں اس وقت کے مظلوم مسلمانوں کی ہمدردی کی بجائے جو ظالم فجاۃ اور اس کی فوج ستم موج کے ہاتھ سے لوٹے گئے۔ اور شہید ہو گئے۔ فجاۃ کے قتل اور احراق پر حسب عادت شور مچانا۔ آنسو بہانا۔ اور جھوٹ موٹ طوفان بہتان اٹھانا نہایت ہی افسوس کے قابل ہے۔

فجاۃ کے متعلق اگر کوئی قابل اعتراض بات بظاہر نظر آتی ہے۔ تو وہ یہہ ہے کہ اس کو زندہ جلایا گیا تھا۔ لیکن یہ اعتراض نہ صرف ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ہی ختم ہو جاتا ہے بلکہ شیعہ و سنی کے مولا جناب امیر المومنین علیہ السلام پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ کتب معتبرہ فریقین سے ثابت ہے۔ کہ جناب علی علیہ السلام نے عبداللہ ابن سبا اور اس کی جماعت میں سے چند آدمیوں کو جو آنجناب کو خدا کہتے تھے۔ بڑے اہتمام سے آگ روشن کروا کر اس میں زندہ ڈلوا دیا تھا۔ بخاری میں وارد ہے۔ عن عکرمہ قال اتی علی بزنادقۃ فاحرقھم - (بخاری باب قتل اہل الردۃ والمعاند)۔ ترجمہ - جناب علی علیہ السلام کے پاس زندیق پیش کئے گئے پس آپ نے ان کو جلوا دیا۔

شیعوں کی معتبر کتاب ارشادیہ شرح اعتقادیہ میں فرقہ سبائیہ کا یعنے غالی شیعوں کے بانی عبداللہ بن سبا کے ضمن میں لکھا ہے۔ کہ جناب علی علیہ السلام نے جب اس کے فاسد عقیدہ کی بابت سنا۔ تو اس کو اپنے حضور میں بلایا۔ اور توبہ کرنے کا حکم دیا۔ وہ باز نہ آیا۔ تو اس کو قید میں رکھا گیا۔ پھر بھی نہ مانا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔ "آپ نے اس کو قید کیا۔ پھر بھی وہ توبہ کرنے پر راضی نہ ہوا۔ اور اس اعتقاد باطل سے نہ پھرا۔ آخر آپ نے اس کو قید خانہ سے نکال کر آگ میں جلا دیا" ارشادیہ مطبوعہ لکھنؤ سنہ ۱۲۹۰ھ

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فجاۃ کو آگ میں ڈلوانا اگر خطائے اول ہے۔ تو جناب علی علیہ السلام کی ذات سے اپنے وقت میں اسی فعل کا دوبارہ ظہور میں آنا زیادہ تر قابل اعتراض

ہوجاتا ہے۔ لیکن وہ دونو بزرگوار اپنے دور کے دینی مجرموں کی شقاوت ومفسدہ پردازی کا اندازہ خود ہی بخوبی کر سکتے تھے۔ علاوہ ازیں اپنے افعال کے وہ خود جوابدہ اور ذمہ دار ہیں ان دونو کے پیرواں سے باز پرس انشاءاللہ نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا نے فرمادیا ہے۔

تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ اب میں فجاۃ کے متعلق کچھ ایک دو حوالے ایسے عرض کر دیتا ہوں جس سے اس کی پوزیشن صاف ہوجائے۔ یعنی یہ کہ آیا وہ واقعی مومن بدری ہے یا مرتد مکار غدری۔ وباللہ التوفیق۔

۱۔ شرح مواقف میں شیعوں کے اس اعتراض کے جواب میں کہ فجاۃ کو جلوانیکا حکم ابوبکرؓ نے کیوں دیا۔ لکھا ہے۔ واحراق فجاۃ انما کان لاجتهاده وعدم قبول توبته لانه زندیق لایقبل توبة الزندیق فی الاصح (شرح مواقف مطبوعہ نولکشور) یعنے فجاۃ کا جلوانا صدیقؓ کے اپنے اجتہاد کی وجہ سے تھا۔ اور بباعث نہ قبول ہونے اسکی توبہ کے کیونکہ وہ زندیق ہے۔ اور از روئے احادیث صحیحہ زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

۲۔ شیعوں کی معتبر تاریخ ناسخ التواریخ میں فجاۃ کا حال ذرا مفصل ہے اس کا ترجمہ اصل فارسی سے اردو میں حسب ذیل ہے۔

قصہ فجاۃ و نخبہ۔

منقول ہے کہ بنی سلیم کے قبیلہ میں سے ایاس بن عبداللہ بن عبدیالیل بڑی چوری اور داہازنی کرتا اور خونریزی اور لوٹ مار کے واسطے قبائل عرب پر اچانک آپڑتا تھا۔ اسی لئے عرب والوں نے اس کا نام فجاۃ رکھدیا۔ جسوقت بنی سلیم مرتد ہوگئے۔ فجاۃ نے بھی طریق ارتداد اختیار کیا۔ اسی طرح ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ابوبکرؓ جب مرتدوں کے واسطے لشکر روانہ کر رہے تھے۔ معنؓ بن واتلہ کو ایک جماعت کے ساتھ بنی سلیم کی طرف بھیجا۔ معنؓ گئے۔ اور ان کے ساتھ جنگ کیا۔ اور کشش و کوشش کے بعد ایک گروہ تو مسلمان ہوگیا۔ اور ایک جماعت بھاگ گئی فجاۃ بھی ارتداد کی ہی حالت میں بھاگ گیا۔ اور معنؓ کے خوف سے ہر روز کبھی اس قبیلہ میں جاتا کبھی اس قبیلہ میں۔ یہاں تک کہ خالدؓ طلیحہ کے جنگ سے فارغ

ہو گئے۔ اس کے بعد معنؓ بن وائلہ اپنے بھائی طریفہؓ کو اپنی ماتحتی میں بنی سلیم پر تعینات کر کے خود خالد کے ہمراہ چلے گئے۔ اس وقت فجاۃ نے اپنے رفیق بخیہ کو جو چوری میں اس کا یار غار تھا۔ کہا۔ کہ مسلمان تو میں کبھی ہونے کا نہیں۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ آخر کار مسلمانوں کے ہی ہاتھوں سے قتل ہونا ہے۔ جب انجام کار ایسا ہی ہونا ہے۔ تو بہتر یہی ہے۔ کہ مردانگی کے جوہر دکھاؤں۔ اور خالد اور ابوبکر کے دل کو ذرا خوب دکھا تو لوں۔ یہ کہا۔ اور بخیہ کو اپنے ساتھ کر مدینہ کو ہو لئے۔ اور مدینہ میں پہنچکر ابوبکر کے پاس گئے اور مثل طریقہ اہل اسلام سلام دیا اور کہا۔ کہ میں تو حضرت رسولؐ کے سامنے مسلمان ہو چکا تھا۔ اور دیکھیے۔ کہ تمام عرب میں کوئی ایسا مرد نہیں جس کو نہ پہچانوں کیونکہ جاہلیت میں میرا پیشہ ہی طراری اور خونخواری اور قبائل میں جا کر لوٹ مار کرنا تھا۔ بہت سے عرب دیہاتیوں کو جانتا ہوں۔ جو مرتد ہو گئے ہیں۔ اور کسی کو ان کی خبر ہی نہیں۔ میں ہوں۔ کہ ان سب کو مسلمان بناؤں یا قتل کر دوں۔ لیکن آج مجھ میں اسقدر طاقت نہیں ہے۔ جس بہادر کے پاس نیزہ و تلوار نہ ہو۔ اس کی مثال ایسے شیر کی ہے۔ جس کے پنجہ اور دانت نہ ہوں۔ اگر مرضی ہو۔ تو جنگ کے اسلحہ اور تیز رفتار اونٹ سے مجھکو قوی کر دیں۔ تاکہ بخیہ کے ساتھ تمام قبائل میں ایک چکر لگاؤں۔ اور جس جگہ جانوں۔ کہ کوئی مرتد خالد کی تلاش سے بچ رہا ہے۔ میں اس کو ڈھونڈھ نکالوں۔ اور اس کو ہلاک کر دوں۔ تا میرے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ ابوبکرؓ کو یہ دلفریب باتیں پسند آئیں۔ اس کو دو گھوڑے دئے۔ اور تلوار اور تیر و کمان سے بھی دریغ نہ کیا۔ اور دس مرد مسلمان ساز و سامان اور خوراک اور چارہ کے ساتھ اس کے ہمراہ مقرر کر دئے۔ اس پر فجاۃ خوش و خرم مدینہ سے نکلا۔ اور اپنے وطن کی طرف چل پڑا۔ اور مرتدوں کو اطلاع دیں۔ اور وہ رستہ میں اس سے آکر مل گئے۔ ان کی جمعیت خوب قوی ہو گئی۔ تو وہ اچانک مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور ان سب کو شہید کر دیا۔ اور جو کچھ ان کے پاس تھا۔ ان کو لوٹ لیا۔ مرتد لوگ اس کی اس حرکت سے بہت خوش ہوئے۔ اور ہر طرف سے آکر اس کے ساتھ شامل ہوتے گئے جب کثیر التعداد ہو گئے۔ تو قتل اور غارت گری پر کمر باندھی۔ اور اس قبیلہ سے اس قبیلہ پر

حملہ آور ہوتے - اسی طرح تین مہینے کا عرصہ گذر گیا - جب ابوبکرؓ کو خبر ہوئی - ایک جماعت بنی سلیم اور قیس غیلان کو جو حاضر تھی - کہا - کہ تم کو کچھ خبر ہے - کہ اس دغا باز گمراہ کا ارادہ کیا ہے ؟ وہ شرمسار ہوئے - اور کہا - کہ ہم تو جانتے نہ تھے - کہ یہ گمراہ آخر مخالف ہو جائے گا - اور ہم کو شرمندہ کرائے گا - ضحاک بن سفیان الکلابی اٹھا - اور کہا - اے خلیفہ رسول میں اس پلید کو جانتا تھا - لیکن گمان نہ تھا - کہ ایسی کرتوت کی جرأت کرے گا - غرض ابوبکرؓ نے ولید کو فرمان لکھ بھیجا - کہ فجاۃ کو جلد سے جلد گرفتار اور بندی کر کے مدینہ روانہ کرے - جب خالد کو ابوبکرؓ کا فرمان پہنچا - اس نے طریفہ کو جو اس کے بھائی معن بن حاجزہ کی طرف سے بنی سلیم کی نیابت پر مقرر تھا - فجاۃ کے مقابلہ کے لئے مامور کیا - اور ایک لشکر اس کی امداد کے لئے روانہ کیا - ناچار طریفہ لشکر کو آماستہ کر کے بنی سلیم کے اندر سے جنگل کی طرف روانہ ہوئے - فجاۃ کو جب علم ہوا - اس کے مقابلہ کو منظور کیا - اور باہم سخت جنگ ہوئی - اور مسلمانوں کے بہت سے آدمی اس لڑائی میں تباہ ہو گئے - اچانک ابوشجرہ بن عبد العزی اور ایک جماعت مرتدوں میں کی اپنے کئے پر پشیمان ہوئے - اور بجائے حملہ کے مسلمانوں کے لشکر میں آملے - طریفہ کے لشکر کو اسی طرح تازہ قوت پہنچ گئی - اور چاروں طرف سے فجاۃ کو گھیر لیا - اور سختی سے حملہ آور ہوئے - جب فجاۃ نے یہ حال دیکھا - گھوڑا میدان میں دوڑانے لگا - کہ شاید مسلمانوں کو کچھ ضرر پہنچا کر فتح حاصل کر سکے - اچانک اسی گھوڑے نے ٹھوکر کھائی - اور منہ کے بل گر پڑا - لشکر کے لوگ اس پر ٹوٹ پڑے - اور اس کو قید کر لیا - دوسرے مرتدوں نے جب فجاۃ کا یہ حال دیکھا - ایک دفعہ ہی پیٹھ دکھا کر بھاگے - طریفہ نے موضع حرا تک ان کا تعاقب کیا - اور بہت سے سوار اور سواری کے جانور ہلاک کئے - بنجیہ بھی اس جگہ چھوڑ گیا - پھر اس جگہ سے واپس ہو کر فجاۃ کو بھاری بیڑیاں ڈال دیں - اور سوار کر کے اس کو مدینہ میں لے گئے - اور وہاں پہنچ کر اس کو ابوبکرؓ کے پیش کیا - ابوبکرؓ نے اس سے کم و بیش کلام کچھ نہ کیا - اور طریفہ کو حکم دیا - کہ فجاۃ کو مدینہ سے باہر لے جائے - اور بقیع غرقد میں بہت ساری آگ روشن کی گئی - اور اسی طرح کہ اس کے ہاتھ

گردن سے بندھے تھے۔ آگ میں ڈال دیا۔ تا جسد پلید س پاک بسوخت۔
دیکھو ناسخ التواریخ مطبوعہ ایران۔ کتاب ابوبکر جلد دوم کتاب دوم صہ ۱۱۶
پیارے معترض! یہ ہے فجاۃ بد سرشت۔ اور اس کی اگلی پچھلی سرگذشت
فرمائیے کہ کوئی منصف مزاج مسلمان ایسے شریر اور مفسدہ پرداز دشمن اسلام سے
ہمدردی کا دم بھر سکتا ہے؟ سوائے شیعہ صاحبان کے جنکو ابوبکرؓ کے بغض
کے باعث ان کے برخلاف ایک ہنگامہ آرائی ضروری ہے۔
ثانی اثنین کا فریق ثانی چاہیے۔ کوئی مشرک کافر ہو۔ یا مرتد غادر۔ کچھ بھی ہو لیکن
شیعوں کی ہمدردی اسی کے ساتھ ہے۔ بقول شخصے ؎

نازم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

خاکسار خادم حسین۔ کلکتہ

ریویو

رسول مقبول حصۂ اول	یہ مسلمانوں میں حقیقی زندہ دلی و بیداری پیدا کرنیوالے ٹریکٹ سیریز کا نمبر ۶ ہے۔ اسمیں ہمارے ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اصولوں کی مقبولیت دکھائی ہے اور اس زمانہ کے واقعات و حالات سے دکھایا ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کیونکر کامیاب ہوئے۔ قیمت ۳ر

معین المبلغین حصۂ اول	ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی نے دوسری دفعہ بہت سے ضروری اضافوں اور مناسب اصلاح کیساتھ شایع کیا ہے۔ یہ رسالہ مسائل احمدیت کے متعلق علم و واقفیت کے

لئے بہت ہی مفید ہے کیونکہ اسمیں سب ضروری معلومات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر لکھوائی چھپوائی کاغذ سب نفیس ہے۔ ملنے کا پتہ یہ ہے:۔ کتب خانہ فرید آبادی۔ قادیان۔ پنجاب۔

اطلاع وی پی	جن خریداروں نے ابھی تک ۱۹۱۰ء کی قیمت نہیں دی اُنکے نام اگلا رسالہ ماہ مئی کا وی پی ہوگا۔ مینیجر رسالہ تشحیذ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۳

ہیضہ کی مجرب دوا

ڈاکٹر ایس کے برمن کی یہ صلاح ہے۔ کہ موسم گرما آگیا ہے اس موسم میں کھانے پینے رہنے کے باعث ہیضہ ہونے کا خوف رہتا ہے۔ اس سے بچنے کیلئے پہلے ہی ایک شیشی اصلی عرق کافور منگوا کر اپنے گھر میں ڈال رکھیں جس سے اپنے یا اپنے پڑوسیوں کی وقت پر حفاظت کر سکیں یہ اصلی عرق کافور عرصہ چھتیس سال سے تمام ہندوستان میں جاری ہے۔ یہ عرق گرمی کے دست پیٹ کے درد و متلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

قیمت فی شیشی ۲ر محصولڈاک ایک سے دو شیشی تک ۵ر

چھ مشہور دواؤں کا بکس

ڈاکٹر ایس کے برمن کی مجرب دوائیں گذشتہ ۳۶ سال سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں۔ اس لئے قدیم خریداروں کو مخاطب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نئے اصحاب کے لئے یہ مندرجہ ذیل چھ مشہور اور مجرب ادویات کے (نمونہ کا بکس) بنا ہے۔ جس میں اس قدر کافی ہر ایک دوا ہیں کہ آزمائش پورے طور سے ہو سکتی ہے۔ یہ پیٹنٹ شیشیوں میں بھری ہوئی خوبصورت کاغذ کے بکس میں بند رہتی ہیں۔ جن کے ساتھ ان کے حالات کی چھپی ہوئی کتاب اور استعمال کی ترکیب بھی رہتی ہے۔

دوائیوں کا نام

عرق کافور۔ ہیضہ و گرمی کے دست کی ایک ہی دوا ہے۔

دمہ کی دوا۔ فوراً دمہ کو دبا دیتی ہے۔

کولا ٹانک۔ ہر ایک کے لئے طاقت بڑھانے کی دوا۔

مقوی باہ کی گولیاں۔ جیسا نام ویسا فائدہ۔

جلاب کی گولیاں۔ آسانی سے پیٹ صاف کرتی ہیں۔

عرق پودینہ سبز۔ درد شکم و ریاحی درد کی دوا۔

قیمت فی بکس ۱۲؍ ۔ محصولڈاک ۶ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ